دین اسلام کی چار اساس ❁ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس

اہل السنّت والجماعت
علماء دیوبند کے مسلک، عقائد و نظریات کے امین

ماہنامہ

# ترجمان احناف پاکستان

جلد: 1 جون 2015ء شمارہ نمبر 9

مدیر اعلیٰ
مناظر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمد ندیم محمودی حفظہ اللہ

ناشر: نوجوان احناف طلباء دیوبند پاکستان

عبدالرحمٰن عابد
0333-3300274
برائے رابطہ، خط و کتابت: یوسف آباد دلہ زاک روڈ پشاور بالمقابل مسلم ہینڈز سکول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

# ترجمان احناف

جلد: 1 جون 2015ء شمارہ نمبر 9

بیاد

امام اہل السنت، محدث اعظم، ترجمان علماء دیوبند
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحبؒ

امین ملت، امام المناظرین حضرت
مولانا محمد آمین صفدر اکاڑویؒ

فاتح ملت، سیف اللہ علی اعداء اللہ
حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

زیر سرپرستی

امام الاتقیاء، نمونہ اسلاف شیخ الحدیث حضرت
مولانا مطلع الانوار صاحب دامت برکاتہم العالیہ

منبع الفصاحت، فخر المحدثین شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد ادریس صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر نگرانی

مناظر ملت، محقق اہل سنت والجماعت شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد گل وہاج صاحب مدظلہ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت
مولانا محمد صالح صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حاجی جمیل صاحب

مدیر اعلیٰ: مفتی محمد ندیم محمودی حفظ اللہ

نائب مدیر: علامہ ساجد خان صاحب

مجلس مشاورت

مولانا اقبال حسین
افتخار احمد
حاجی سلطان زیب
عبدالولی
مولانا روح الامین

ڈاکٹر فخر عالم
مولانا جاوید حقانی
ڈاکٹر تحسین اللہ
حاجی زاہد حسین

مجلس ادارت

مولانا آروز مند سعد
مفتی عرفان اللہ حقانی
مولانا شاہ منصور
مفتی طیب الرحمن حقانی
مفتی کفایت اللہ
الشیخ روح اللہ

متعلم عبدالرحمن عابد
مفتی فیض الحسین حقانی
مفتی اکبر علی حقانی
مفتی آفتاب عالم درخشاں

زر خریداری شمارہ: 30 روپیہ سالانہ زر تعاون 300

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| قرآن وسنت | 1 | |
| اداریہ | 2 | مدیر اعلی کے قلم سے |
| منکرین حیات کی چالیں | 11 | حضرت تونسویؒ |
| بانی دار العلوم دیوبند | 13 | قاری عرفان اللہ |
| امین اللہ غیر مقلد کے اکاذیب | 15 | متعلم عبد الرحمٰن عابد |
| میرا مظلوم اور شہید امام | 20 | مفتی محمد ندیم |
| دور صحابہ اور تقلید | 28 | مفتی محمد ولی |
| امام ابوحنیفہؒ کی حالات زندگی | 32 | مفتی اکبر علی |
| ناکام وکیل کی وکالت کا مختصر جائزہ | 35 | متعلم عبد الرحمٰن عابد |
| حالت قیام میں ہاتھ باندھنا | 38 | |
| حقیقۃ التقلید پر ایک نظر | 39 | مفتی ربنواز |
| مسئلہ تقلید | 42 | حضرت امام اہلسنتؒ |
| اہلحدیث کا علمائے دیوبند کو خراج تحسین | 45 | مفتی ربنواز |
| بھشتی زیور کے وظیفہ پر اعتراض کے جواب | 51 | مولانا ساجد خان |




# القرآن

## اوقات صلوۃ:

اللہ تعالیٰ نے ہر عاقل بالغ صحت مند (جو نماز پڑھ سکتا ہو) پر پانچ وقت نمازیں فرض کی ہیں اور ان نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات میں پڑھنا ضروری قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان الصلوت کانت علی المومنین کتبا مو قوتا .

(النساء :۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر اپنے مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔

# السنہ

جب سورج غروب ہوجائے تو اس کے فوراً بعد مغرب کی نماز پڑھ لینا مسنون ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

کنا نصلی مع النبی ﷺ المغرب اذاتوارت با لحجاب

(صحیح البخاری، باب وقت المغرب، رقم الحدیث (۵۶۱) (۷۹/۱)

ترجمہ: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا تو (فوراً) پڑھ لیتے تھے۔

اداریہ

مدیر اعلی کے قلم سے

# غامدی فتنہ کا خطرناک یلغار

چارسدہ خیبر پختونخوا کا ایک مشہور ضلع ہے جو اس وقت ایک بڑا علمی مرکز سمجھا جاتا ہے یہاں کے لوگ علماء کرام کی ساتھ انتہائی محبت رکھتے ہیں چارسدہ کے زمین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں بہت بڑے اولیاء اللہ اسودہ خواب ہیں مثلاً امام الفلسفہ امام التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ جو اپنے وقت کا امام سمجھا جاتا ہے عاشق رسول مجاہد ملت حاجی محمد آمینؒ وغیرہ جیسے بزرگ سرزمین چارسدہ کی سینہ میں ہیں مدارس کے لحاظ سے بھی یہ ضلع کسی ضلع سے پیچھے نہیں اس ضلع کو علمی مرکز کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا راقم (محمد ندیم محمودی) نے بھی اسی ضلع میں دورہ حدیث کا سال (شیخی وسندی امام المحدثین نمونہ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب دامت برکاتھم العالیہ کے ساتھ) گزارا تھا قارئین کرام! میرا مقصد یہاں چارسدہ کی تعارف کرانا نہیں بلکہ چارسدہ جو اس وقت ایک علمی مرکزی کی حیثیت رکھتا ہے اور جسمیں ہزاروں علماء کرام موجود ہیں انکے توجہ ایک بات کی طرف مبذول کرانا ہے فتنہ غامدیت جو یہود و نصاریٰ اور روافض کے ایجنٹوں اور اعتقادی منافقوں کا ایک خطرناک ٹولہ ہے نے اس وقت ضلع چارسدہ میں مختلف طریقوں سے اپنے دین کا پرچار اور تبلیغ شروع کیا ہے آپ پہلے غامدی نظریات کا اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائے اسکی بعد ہم مزید کچھ عرض کرینگے انشاء اللہ

غامدی عقائد و نظریات

(۱) ''قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دنیا میں امت مسلمہ کے عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے یہ تلاوت جس قرات کے مطابق کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی دوسری قرات نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔'' (میزان ص ۵۲، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء لاہور)

(۲) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قرات ہے اس کے علاوہ سب قراتیں فتنہ عجم کی باقیات ہیں'' (میزان، ص ۳۲، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)



(۳) اس (حدیث) سے دین میں کسی عقیدہ کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(میزان، ص ۶۴ طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)

(۴) ''نبی ﷺ کے قول و فعل اور تقریر و تصویب کی روایتیں جو زیادہ تر اخبار آحاد کے طریقہ پر نقل ہوئی ہیں اور جنہیں اصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے ان کے بارے میں یہ دو باتیں ایسی واضح ہیں کہ کوئی صاحب علم انہیں ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حفاظت اور تبلیغ و اشاعت کے لئے کبھی کوئی اہتمام نہیں کیا، دوسری یہ بات کہ ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی علم یقین کے درجے تک نہیں پہنچتا''

(میزان حصہ دوم، ص ۶۸ طبع اپریل ۲۰۰۲ء لاہور)

(۵) ''کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے پیغمبر اپنے الہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی تکفیر کرتا ہے یہ حیثیت اب کسی کو حاصل نہیں۔'' (ماہنامہ، اشراق، ص ۵۴، ۵۵، دسمبر ۲۰۰۰ء)

(۶) ریاست اگر چاہے تو حالات کی رعایت سے کسی چیز کی زکوۃ سے قرار دے سکتی ہے اور جن چیزوں سے زکوۃ وصول کرے ان کے لئے عام دستور کے مطابق نصاب بھی مقرر کر سکتی ہے

(قانون عبادت، ص ۱۱۹، طبع اپریل، ۲۰۰۵ء)

(۷) بنی ہاشم کے فقراء و مساکین کی ضرورتیں بھی زکوۃ کے اموال سے بغیر کسی تردد کے پوری کی جا سکتی ہیں'' (قانون عبادت، ص ۱۱۹، طبع اپریل، ۲۰۰۵ء)

(۸) اسلام نے دیت کی کسی خاص مقدار کا ہمیشہ کی لئے تعین کیا ہے نہ عورت اور مرد غلام اور آزاد کافر اور مومن کی دیتوں میں فرق کی پابندی ہمارے لئے لازم ٹھہرائی ہے

(برہان، ص ۱۸، طبع چہارم، جون ۲۰۰۶ء

(۹) لیکن فقہاء کی یہ رائے (کہ ہر مرتد کی سزا قتل ہے) محل نظر ہے۔ رسول ﷺ کا یہ حکم (کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو) تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی جن کے لئے قرآن مجید میں ''امین یا

مشرکین'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

(برہان، ص ۱۴۰، طبع چہارم، جون ۲۰۰۶)

(۱۰) سورۃ نور میں زنا کے عام مرتکبین کے لئے ایک متعین سزا ہمیشہ کے لئے مقرر کر دی گئی زانی مرد ہو یا عورت اس کا جرم اگر ثابت ہو جائے تو اس کی پاداش میں اسے کوڑے مارے جائیں گے۔''

(میزان، ص ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۱) یہ بالکل قطعی ہے کہ حضور ﷺ نے اگر شراب نوشی کے مجرموں کو پٹوایا شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے پٹوایا اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء نے بھی اس کے لئے چالیس کوڑے اور اسی کوڑے کی یہ سزائیں اسی حیثیت سے مقرر کی ہیں چنانچہ ہم پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی حد نہیں بلکہ محض تعزیر ہے جسے مسلمانوں کا نظم اجتماعی اگر چاہے تو برقرار رکھ سکتا ہے اور چاہے تو اپنے حالات کے لحاظ سے اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔''

(برہان، ص ۱۳۹، طبع چہارم، جون ۲۰۰۶ء)

(۱۲) ''عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے۔''

(ماہنامہ اشراق، ص ۳۵ تا ۴۶، مئی ۲۰۰۵ء)

(۱۳) عورت نکاح خواں بن سکتی ہے

غامدی صاحب نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا کوئی عورت نکاح پڑھا سکتی ہے؟

ارشاد فرمایا: جی ہاں بالکل پڑھا سکتی ہے۔ (www.gamidi.org)

(۱۴) مرد اور عورتیں برابر کھڑے ہو کر باجماعت یا انفرادی دونوں طرح نماز ادا کر سکتے ہیں'' غامدی صاحب کے ایک شاگرد سکالر سے سوال کیا گیا کیا مرد اور عورت اکھٹے کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ

''مرد اور عورت کھڑے ہو کر جماعت یا انفرادی دونوں طرح سے نماز ادا کر سکتے ہیں اس سے دونوں کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔



(www.Urdu.Understanding.islam.org)

(۱۵) اجنبی مردوں کے سامنے عورت بغیر چادر یا بغیر دوپٹہ یا اوڑھنی سر پر لئے آ جا سکتی ہے۔ دوپٹہ ہمارے ہاں مسلمانوں کی تہذیبی روایت ہے اس کے بارہ میں کوئی شرعی حکم نہیں دوپٹے کو اس لحاظ سے پیش کرنا کہ یہ شرعی حکم ہے اس کا کوئی جواز نہیں۔

(ماہنامہ اشراق، ص ۴۷، شمارہ مئی ۲۰۰۲ء)

(۱۶) یہ (شراب نوشی پر اسی کوڑوں کی سزا) شریعت ہرگز نہیں ہو سکتی

(برہان، ص ۱۳۸، طبع چہارم، جون ۲۰۰۶ء)

(۱۷) ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج ماجوج کی اولاد یہ مغربی اقوام، عظیم فریب پر مبنی فرکو فلسفہ کی علم بردار ہیں اور اسی سبب سے نبی کریم ﷺ نے انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا ہے روایات میں دجال کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس کی ایک آنکھ خراب ہوگی، یہ بھی درحقیقت مغربی اقوام کی انسان کے روحانی پہلو میں پہلو تہی اور صرف مادی پہلو کی جانب جھکاؤ کی طرف اشارہ ہے اسی طرح مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بھی غالباً مغربی اقوام کی سیاسی عروج ہی کیلئے کنایہ ہے۔

(ماہنامہ اشراق ص ۶۱ شمارہ جنوری ۱۹۹۶ء)

(۱۸) انہیں (نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کو) قتال کا جو حکم دیا گیا اس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اتمام حجت سے ہے،

(میزان، ص ۲۶۴، طبع اپریل ۲۰۰۲ لاہور)

(۱۹) یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق (کافروں) کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے

(میزان، ص ۲۷۰ طبع اپریل ۲۰۰۲ لاہور)

(۲۰) (الف) ان علاقوں میں جہاں سور کا گوشت بطور خوراک استعمال نہیں کیا جاتا وہاں اس کی کھال

اور دوسرے جسمانی اعضاء کو تجارت اور دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا

(ماہنامہ اشراق، ص ۷۹، شمارہ اکتوبر ۱۹۹۸)

(ب) یہ سب چیزیں (خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ)

جس طرح کہ قرآن کی ان آیات میں واضح ہے صرف خورد و نوش کے لئے حرام ہیں۔ رہے ان کے علاوہ تو وہ بالکل جائز ہیں۔ (میزان، ص ۳۲۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۱) گانا بجانا اور موسیقی جائز ہے

ماہنامہ اشراق کے نائب مدیر سید منظور الحسن اپنے مضمون اسلام اور موسیقی جو جاوید غامدی کے افادات پر مبنی ہے میں لکھتے ہیں۔ موسیقی انسانی فطرت کا جائز اظہار ہے۔ اس لئے اس کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے،

ماہرین فن مغنیہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا گانا سنانے کی خواہش ظاہر کی ہے تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو اس کا گانا سنوایا سیدہ عائشہؓ حضور ﷺ کے شانے پر سر رکھ کر بہت دیر تک گانا سنتی اور رقص دیکھتی رہیں۔

(ماہنامہ اشراق، ص ۸، ۱۹ شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء)

(۲۲) جانداروں کی تصویروں بنانا جائز ہے غامدی صاحب کے ادارہ ''المورد'' کے ریسرچ سکالر جناب محمد رفیق مفتی اپنی کتاب ''تصویر کا مسئلہ'' میں لکھتے ہیں کہ لیکن فی نفسہ تصویر کے بارے میں کسی اعتراض کی گنجائش ہو سکتی ہے جب کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں جائز رکھا ہو۔

(۲۳) مردوں کے لئے داڑھی دین کے رو سے ضروری نہیں

غامدی صاحب کے ادارہ 'المورد' ہی کے ایک ریسرچ سکالر لکھتے ہیں۔

عام طور پر اہل علم داڑھی رکھنا دینی لحاظ سے ضروری قرار دیتے ہیں تاہم ہمارے نزدیک داڑھی رکھنے کا حکم دین میں کہیں بیان نہیں ہوا۔ لہذا دین کی رو سے داڑھی رکھنا ضروری نہیں۔

(www.Urdu.understandking.Islam.org)



(۲۴) ہندو مشرک نہیں ہیں

غامدی صاحب کے ایک شاگرد نے کہا ہے کہ ہندو مشرک ہیں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

ہمارے نزدیک مشرک وہ شخص ہے جس نے شرک کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطور دین اپنا رکھا ہو چونکہ اب کسی ہندو کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے شرک کی ہے یا حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطور دین اپنا رکھا ہے لہذا اسے مشرک نہیں قرار دیا جا سکتا

(www.Urdu.Understanding.islam.org)

(۲۶) ہم جنس پرستی ایک فطری چیز ہے اس لئے جائز ہے

المورد کے انگریزی مجلہ رینی ساں کے شمارہ اگست ۲۰۰۵ میں اس موضوع پر مکمل مضمون موجود ہے۔

(۲۷) اگر بغیر سود کے قرضہ نہ ملتا ہو تو سود پر قرضہ لے کر گھر بنانا جائز اور حلال ہے

(۲۸) قیامت کے قریب کوئی امام مہدی نہیں آئے گا

(بحوالہ ماہنامہ اشراق، ص ۶۰، جنوری ۱۹۹۶ء)

(۲۹) امریکہ افغانستان اور عراق میں حملہ کرنے میں حق بجانب ہے۔

(انٹرویو ''زندگی'')

(۳۰) مسجد اقصیٰ پر مسلمانوں کا نہیں اس پر صرف یہودیوں کا حق ہے۔

(ملاحظہ ہو، اشراق جولائی، اگست ۲۰۰۳ اور اشراق مئی جون ۲۰۰۴)

(۳۱) نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین اقدام خروج کے متعلق سوال کے جواب میں غامدی صاحب فرماتے ہیں (یزیدی) حکومت نے ایسے عفو درگزر سے کام لیا، جس کی مثال نہیں ملتی،

(بحوالہ ماہنامہ ''ساحل'' کراچی، ص ۶۲، ۶۳، مئی ۲۰۰۷ء)

(۳۲) حضرت حسینؓ بغاوت کر کے آئے تھے۔ (ایضاً)

(۳۳) حضرت حسینؓ کو سرنڈر کر دینا چاہیے تھا (ایضاً)

(۳۴) اب تو نئی تحقیقات یہ بتا رہی ہیں کہ اس میں سرے (یزیدی) حکومت کا تو کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔

(۳۵) حضرت حسینؓ پر ان کے ساتھ کے لوگوں نے حملہ کر دیا تھا

(۳۶) جیسے بچاتے بچاتے یہ سارا حادثہ پیش ہو گیا۔

(۳۷) (شہادت حسین کے بارے میں) جو کچھ اب تک سنا کہا گیا ہے وہ لوگوں کا مکروہ پروپیگنڈہ ہے جو تحقیق کے کسی معیار پر پورا نہیں اترتا، جس میں افسانہ تراشی کی گئی ہے۔

(۳۸) میں کہتا ہوں (غامدی صاحب) اس میں سو فیصد افسانہ تراشی ہے۔

(۳۹) اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیان کرنے والے وہیں خیمے کے اندر بیٹھے تھے اور ان کے پاس ٹیپ ریکارڈ بھی تھے۔

(۴۰) شہداء کربلا اور شہادت حسین سو فیصد افسانہ تراشی ہے۔

(۴۱) تصوف اسلام سے الگ ایک متوازی دین ہے۔

(۴۲) مسلمانوں کی تمام صوفیاء غیر مسلم ہیں۔

غامدی صاحب کے اس فتوے کے بعد کہ: تصوف فی الواقع ایک متوازی دین ہے

(برہان، ص ۱۸۸، طبع جون ۲۰۰۶ء)

امت مسلمہ کے تمام صوفیاء کرام دین اسلام سے خارج کافر اور غیر مسلم قرار پاتے ہیں

(۴۳) شمالی افریقی کے مسلم ممالک (مراکش، الجزائر، تیونس، لیبیا وغیرہ) کے مسلمان اصلی قرآن مجید کو چھوڑنے کی وجہ سے غیر مسلم ہو چکے ہیں کیونکہ وہ قرات ورش اختیار کرنے اور قرات عامہ قرات امام حفص کو چھوڑنے کے مرتکب ہو کر قرآن کے منکر ہو چکے ہیں لہذا وہ سب کافر ہیں

غامدی صاحب کا فتوی یہ ہے کہ

قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے۔ اور جیسے مغرب کے چند علاقوں کو چوڑ کر پوری دنیا میں امت مسلمہ کے عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے۔ یہ تلاوت جس قرات کے مطابق کی جاتی ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسری قرات نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے

(میزان ص ۵۲، ۶۲ طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ لاہور)



(۴۴) اقامت دین یعنی دین کو قائم کرنے اور دین شریعت کا نفاذ کرنے کا کوئی شرعی حکم موجود نہیں ہے۔

(برہان، ص ۱۴۷، طبع جون ۲۰۰۶ء)

(۴۵) افغانستان اور عراق میں کافروں پر حملے جائز نہیں ہیں۔

(اشراق، ص ۴۱، ۴۲ شمارہ اپریل ۲۰۰۳ء)

(۴۶) نبی پاک ﷺ کی رحلت کے بعد کسی کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(اشراق، ص ۵۴، ۵۵ شمارہ دسمبر ۲۰۰۰ء)

(۴۷) حدیث سے کوئی اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا.

(میزان، ص ۶۴، طبع دوم، شمارہ اپریل ۲۰۰۲ء)

(۴۸) دین کے مصادر و مأخذ قرآن کے علاوہ دین فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی اور قدیم صحائف ہیں (میزان ص ۴۸ طبع دوم شمارہ اپریل ۲۰۰۲)

(۴۹) سور کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور اس کا استعمال شریعت میں ممنوع نہیں ہے (اشراق ص ۷۹ شمارہ اکتوبر ۱۹۹۸)

(۵۰) غیر مسلم بھی مسلمانوں کے بارے میں اچھا سوچ سکتے ہیں (میزان ص ۱۷۱ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲)

قارئین کرام! یہ پچاس عقائد مشت نمونہ خروار کے طور پر ہم نے پیش کیے ورنہ غامدی نظریات کی داستان بہت طویل ہے

ان دنوں میں مختلف علاقوں سے مجھے اطلاعات موصول ہو رہی ہے خصوصا چارسدہ سے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اپنی نظریات کی پرچار کیلئے ان غامدیوں نے بعض بے علم مولویوں کو خرید لیا ہے یہی زر خرید مولوی جگہ جگہ ان نظریات کو پھیلا رہی ہیں اس مقصد کیلئے انہوں نے جگہ جگہ تین روزہ کورسوں کا اہتمام شروع کیا ہے نام تو کوئی اور استعمالی کر رہی ہے لیکن یہی مولوی دراصل غامدی فتنہ اور فکری فتنہ کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے جبکہ ان چیزوں کی سرپرستی ہمارے شیخ و مرشد امام اہل السنّت ترجمان علماء دیوبند شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ (جسکی زندگی اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند

یعنی اسلام کے عقائد ونظریات کی دفاع اور اہل باطل اور انکے غلط عقائد ونظریات کی تردید میں گزر گئی ہے) کے ایک ناحلف بیٹا علامہ زاہد الراشدی اور اس (راشدی) کا ایک بیٹا عمار خان ناصر غامدی کر رہی ہیں پوری پاکستان کی دیوبندی مدارس کے مفتی کرام نے زاہد الرشدی اور اسکے بیٹے عمار ناصر غامدی کیساتھ تعلق کو ناجائز کہا ہے اس لے انکے سر پرستی میں تین روزہ کورسوں کے نام سے جو پروگرامات شروع ہیں یہ دراصل فکریت وغامدیت کی تبلیغ کا ایک خطرناک مھم ہے علماء کرام کو چاہئے کہ جمعہ کے خطبوں میں عوام کو مسلسل اس خطرناک فتنے سے اگاہ کرتے رہے اوران زرخرید مولویوں (جنہوں نے یہ مہم شروع کیا ہے) سے بھی عوام کو بچنے کی تلقین کرتے رہے جبکہ مدارس کے مہتممین کو چاہئے کہ سختی کیساتھ اپنے طلباء کو اس فتنے سے بچانے کی ہر قسم تدابیر اختیار کرے کیونکہ ان درسوں میں زیادہ تر مدارس کے طلباء شرویک ہوتے ہیں ان لوگوں اپنے سٹیج پر قطعا مدعو نہ کرے جو اس مہم براہ راست یا بالواسطہ شریک ہیں یا ان لوگوں کے تعاون اور یا حمایت کرتے ہیں۔

اے اللہ کے بندوں! پختونخواہ میں اس وقت اتنے فتنے ہیں کہ ان کے مقابلہ کیلئے بڑے دل وگردہ کی ضرورت ہیں اس لئے خدارا خدارا مزید فتنوں کی بنیاد ڈالنے سے پرہیز کریں

نوٹ! زاہد الراشدی کے بارے میں شیخ المحدثین الشیخ سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتھم اور پورے پاکستان دیوبندی علماء کا فیصلہ آئیندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو باطل کے ہر قسم شرور اور منصوبوں سے محفوظ رکھے

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

اخوکم فی اللہ

العبدالفقیر محمد ندیم محمودی خاکپائے علماء دیوبند

یکے از نوجونان احناف



# منکرین حیات کی خوفناک چالیں

چال نمبر ۱

اکابر علماء اہل السنّت والجماعت دیوبند کے نام پر قبضہ

منکرین حیات قبر جو اپنے آپ کو اشاعت التوحید والسنہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں درجنوں مسائل و عقائد میں علماء دیوبند سے اختلاف کر رکھا ہے بندہ عاجز نے انتیس (29) مسائل اپنے ایک مضمون ماہنامہ ''نصرت العلوم'' میں شائع بھی ہوا تھا۔ لیکن اتنے سارے فروق کے باوجود ان لوگوں نے علماء دیوبند کے نام پر ایسا قبضہ جمار کھا ہے کہ کہتے ہیں ''اصل دیوبندی ہیں ہی ہم'' اور علماء دیوبند رکھتے ہیں۔ چند اختلاف درج ذیل ہیں۔

۱۔ علماء دیوبند رحمھم اللہ اس زمین والی قبر کو قبر سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قبر کی کارروائی اور عذاب وراحت اسی قبر میں ہوتا ہے تاہم وہ ہماری نظروں سے مستور رہتا ہے اور غیب کی چیز کی۔ کسی چیز پر بن دیکھتے ایمان لانا مومن کی شان ہے لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

۲۔ علمائے دیوبند عالم قبر و برزخ میں روح اور جسد عنصری کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق مانتے ہیں جس کی کنہ (حقیقت) اللہ ہی جانتا اور اسی تعلق خاص کی وجہ سے مردہ انسان جزا وسزا کو محسوس کرتا ہے، لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

۳۔ وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ کو قبر شریف میں بتعلق روح حیات حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ زائرین کا سلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں۔

۴۔ علمائے دیوبند حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر استشفاع اور بلوغ سلام کے قائل ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں

۵۔ علمائے دیوبند بعد از وفات حضور اکرم ﷺ کی ذات اور اسی طرح دیگر صالحین کے توسل کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن یہ انکار کرتے ہیں

بقیہ اختلافات بندہ عاجز کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن ظلم دیکھئے کہ اتنے سارے فروق کی موجود

گی میں اپنے آپ کو مسلک علمائے دیوبند کا ترجمان کہتے ہیں اور جو اصل دیوبندی ہیں ان کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں، کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اکابر کی کتابیں ان مسائل وعقائد سے بھری پڑی ہیں اور وہ عام ومتداول ہیں کہ اسی ارضی قبر میں عذاب وثواب ہوتا ہے۔ قبر برزخ میں روح اور دنیا والے جسد کا تعلق ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر میں آپ کا جسد عنصری شریک حیات ہے آپ ﷺ قریب سے زائرین کا سلام وغیرہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس استشفاع اور بلوغ سلام جائز ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا توسل جائز ہے لیکن یہ لوگ اکابر کو ان سب چیزوں کا منکر بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہم مسلک تھے اور پھر اکابر کی عبارات، سیاق وسباق کا ٹ کر ایسے رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ عام قاری کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ واقعی اکابر کا عقیدہ بھی انہیں لوگوں کی طرح انکار حیات، انکار سماع اور انکار تعلق والا تھا، حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور اکابر پر بہتان و الزام ہے وہ لوگ قطعاً ان کے ہم خیال نہ تھے لیکن بہت کم ہیں وہ جو اکابر کی کتب کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں اور باقاعدہ اور بالاستیعاب ان کی کتابوں کو پڑھتے ہیں ایسے لوگ تو اکابر کے عقیدہ اور مسلک کو خوب جانتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو تاثر دے رہے ہیں وہ اکابر کے مسلک کے خلاف بلکہ متصادم ہیں اور تاویل القول بمالا یرضی بہ القائل کی شرمناک مثال ہیں۔ لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو تحقیق اور مطالعہ کی زحمت نہیں اٹھاتے اور ان لوگوں کی پیش کردہ نقول پر اعتماد کر لیتے ہیں اور یوں کہنے لگ جاتے ہیں کہ ''میاں دونوں جانب اکابر ہیں۔ علمی باتیں ہیں علماء جانیں ہمیں اس میں نہ پڑنا چاہئے'' وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان لوگوں کے مخصوص نظریات ہیں کہ بزرگ بھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ لیکن ان ناعاقبت اندیشوں نے اکابر کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی اٹھا کر ان کو متنازعہ بنا رکھا ہے۔ بلکہ ان کو بدنام کر رکھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ان لوگوں کی ایک خطرناک چال ہے۔ جس کے ذریعہ یہ لوگ اکابر کے نام پر اپنے مخصوص نظریات کو پھیلا رہے ہیں اور اسکو تحفظ فراہم کر رہے ہیں لہٰذا بندہ عاجز اپنے ہم مسلک علماء، طلباء اور عوام وخواص سے درخواست کرتا ہے کہ اس چال میں مت آئیں بلکہ اکابر کے مسلک کا مزید مطالعہ فرمائیں تاکہ اصل حقیقت آپ کے سامنے آجائے۔



انتخاب قاری عرفان اللہ رحیمی

# بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی

## (رحمہ اللہ علیہ)

قاسم العلوم والخیرات حضرت سیدنا ومولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا اصل نام خورشید حسین تھا اور مشہور نام محمد قاسم ہے اور آپ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی اولاد میں سے ہیں۔

آپ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) بمطابق جمادی الاولیٰ کے مہینے میں نانوتہ گاؤں میں پیدا ہوئے۔ حضرت نانوتویؒ بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔ ناظرہ قرآن مجید بہت جلد اپنے علاقے میں ہی مکمل فرمایا اور پھر حضرت مولانا کرامت حسین سے عربی کی ابتدائی کتب پڑھی اور پھر سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں فارسی کی ابتدائی کتب مولوی محمد نوازؒ صاحب سے پڑھیں پر اکثر کتابیں حضرت مولانا مملوک علیؒ سے پڑھی اور مختلف علوم وفنون میں مکمل مہارت حاصل کی پھر دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لیے حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ کے پاس گئے اور وہاں سے ہی حضرت نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے جوڑ لیا۔ اس طرح انہوں نے ظاہر علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی مہارت حاصل کی۔

ایام طالب علمی میں محمد قاسم صاحبؒ نے ایک خواب دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں نہریں نکل رہی ہیں تو انہوں نے خواب اپنے استاد حضرت مولانا مملوک علیؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے اس کی یہ تعبیر بتلائی کہ آپ سے علوم دین کا فیض کثرت سے ہوگا اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ حضرت نانوتویؒ سے علم کی اتنی اشاعت ہوئی اس کے بعد آج تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بعض خطرے کو حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء نے بھانپ لیا تو انہوں نے اس کا سدباب کرنے کے لیے ایک مدرسہ دارالعلوم کے نام سے دیوبند میں قائم فرمایا جس کی بنیاد کی طرف خود حضور اقدس (ﷺ) نے خواب میں اشارہ فرمایا اور ان حضرات کی محنتوں اور کاوشوں اور اخلاص کی برکت سے جو انگریز مسلمانوں پر حکومت کرنے آیا تھا اس خاموش جہاد کے ذریعہ سے (۹۰) سال کے اندر ہندوستان چھوڑ جانے پر مجبور کر دیا اور اس دارالعلوم دیوبند کا فیض آج بھی پوری دنیا میں پھیل رہا ہے اور

دوسری طرف حضرت نانوتویؒ نے عیسائی پادریوں سے مناظرے کر کے ان کو شکست دیا اور ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بننے سے بچایا۔

حضرت نانوتویؒ کا عشق نبوی۔

(۱) حضرت قاسم نانوتویؒ جب حج کے لیے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ جب کچھ قریب آیا تو حضرتؒ نے اپنے جوتے اتار کہ بغل میں لے لیے (کہ جس جگہ حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک لگے ہیں وہاں میری جوتی نہ پڑ جائے) حالانکہ مدینہ منورہ میں سخت پتھر تھے۔ اور پاؤں سے خون آنے لگ گیا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے عشق نبوی کی وجہ سے جوتی نہیں پہنی۔

حفظ قرآن کریم کی نعمت عظمیٰ۔

حضرت مولانا نانوتویؒ نے صرف دو ماہ میں قرآن مجید حفظ فرمایا اور سفر حج کے موقع پر حجاز میں پہلی بار قرآن مجید تراویح میں سنایا اور بہت عمدہ سنایا حضرت نانوتویؒ نے دو حج ادا کئے۔ دوسرے حج سے واپسی پر حضرت کی طبعیت خراب ہوگئی جو تقریباً دو سال تک برابر چلتی رہی بالآخر جمعرات کے دن دو بجے دوپہر بعد از نماز ظہر ۱۲۹۷ھ کو اللہ تعالی نے اپنے اس نیک بندے کو اپنے پاس بلا لیا اور نماز جنازہ اسی دن مغرب کے بعد ادا کی گئی اور لوگوں کا اتنا غفیر تھا کہ سب حیران تھے کہ اتنی مخلوق کہاں سے آ گئی۔

فائدہ۔۔۔ حقیقت میں ہماری پاکستان کی آزادی کا سہرا ان حضرت علماء دیوبند کو جاتا ہے جنہوں نے انگریز کو ہندوستان سے نکل جانے پر مجبور کیا اور اس کے نظام کو چلنے سے روکا اب تک ان کے جانشین اسی کام میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان کے جانشین کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔



متعلم: عبدالرحمٰن عابد قسط نمبر:

## امین اللہ پشاوری غیر مقلد کے اکاذیب

"(۲۸) امین اللہ پشاوری لکھتے ہیں "بہت سے لوگوں نے مسجد پر لکھا ہے کہ یہاں صحیح عقیدے والے بند ہے (تفسیر حکمۃ القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۴)

تبصرہ: یہ لوگ جنون غیر مقلدیت میں عقل سے اتنے عاری ہو چکے ہیں۔ کہ باطل سے باطل لوگ بھی یہ جملہ نہیں لکھ سکتے۔ بلکہ وہ تو لوگوں کی آنکھوں میں زبردستی سے اپنے آپکو شریعت کے پابند اور اھل حق متصور کرتے ہیں اسکی زندہ مثال آپ لوگ ہیں کہ آپ لوگ جیسے باطل پرست بھی صراحتاً مسجد پر اھل حق کو بند (منع) کرنے کا نام نہیں دیتے۔ بلکہ یوں اعلانات کرتے ہو کہ "مقلدین کے مساجد خدمت دین کے مراکز نہیں ہو سکتے۔ لہذا یہ سب (مقلدین کے ناقل) مسجدیں۔۔۔ مسجد ضرار کے حکم میں ہے ۔۔۔ اس قسم (مقلدین) کے مساجد کو قائم کرنا اور اسکو کسی قسم مال دینا حرام اور گناہ ہے الخ (مقلدین) کے مساجد کو قائم کرنا اور اسکو کسی قسم مال دینا حرام اور گناہ ہے الخ (اقامۃ المیزان صفحہ ۲۶۷، ناشر مکتبہ محمد یہ گنج پشاور)

نادان! اگر جھوٹ خواہ مخواہ بولتے تو کم از کم اتنا صریح تو نہ بولو کہ سر عام شرمندہ و رسوائی موجو ہو!!

(۲۹) امین اللہ پشاوری رقمطراز ہیں "بہت سے مقلدین اور باطل پرست لوگ دین ناقص سمجھتے ہیں" (الحق الصریح ۲۱۳/۶)

تبصرہ: ترک تقلید کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان جھوٹ بولنے کا عادی بن جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تو امین اللہ نے اپنا نزلہ ہم پر گرایا ہے اہم دین کو ناقص نہیں سمجھتے۔ معاذ اللہ۔ بلکہ امین اللہ نے یہ چوری منکرین حدیث سے لیکر ہم پر گرایا منکرین حدیث بھی یہی اعتراض کرتے ہیں کہ کیا قرآن کریم کامل نہیں کہ حدیث پر اعتماد کرتے ہو؟ اسی طرح منکرین فقہ بھی یہی اعتراض کہ ہم اپنے امام کی اقتداء و تقلید صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کو جانتے ہیں ہمارا مقصود بالذات شریعت ہیں نہ کہ آئمہ کرام!

(۳۱) امین اللہ لکھتے ہیں کہ ''مرد وعورت کی نماز میں فرق نہیں'' (الحق الصریح جلد ۴ صفحہ ۸۲)

یہ بھی انکا اکاذیب میں سے چمکتا ہوا جھوٹ ہیں کیونکہ

(۱) غیر مقلد مرد تو نماز میں بغیر ٹوپی کے نماز پڑھتا ہے جبکہ انکے عورتیں ہمارے خیال میں سر ڈھانپتے ہو گے نماز میں

(۲) انکے مرد نماز میں گز، دو گز کھلے کھڑے ہوتے ہیں جبکہ انکے عورتیں ہمارے میں ایسے نہیں کھڑے ہونگے

اسی طرح اور فروق بھی ہیں تفصیل کیلئے حضرت مفتی محمد ندیم صاحب حفظہ اللہ کی مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۲) امین اللہ اپنی جہالت وکذب ظاہر کرنے کیلئے یوں رقمطراز ہیں ''جمعہ کے خطبہ سے قبل اپنی زبان میں تقریر کرنا بدعت ہے۔ اسکی ثبوت ذخیرہ احادیث میں کہیں نہیں ہے'' (الحق الصریح ۶/۵۱)

تبصرہ: جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کو بدعت کہنا خطرناک جرأت ہے اور اسکا ذخیرہ احادیث میں عدم ثبوت کا دعوی کرنا اپنی جہالت کا مظاہرہ کرنا ہے اور بس!

بعض صحابہ کرامؓ جمعہ کے خطبہ سے قبل تقریر کرتے تھے۔ حضرت ابوھریرہؓ کا واقعہ مستدرک حاکم ۱/۱۰۸ و ۳/۵۱۲ (قال الحاکم والذھبی صحیح) ومصنف ابن ابی شیبۃ ۳/۱۳۷ وغیرہ کتابوں موجود ہے حضرت عبداللہ بن بسرؓ کا واقعہ بھی مستدرک ۱/۲۸۸ میں ہے (وقالا صحیح)

حضرت تمیم داریؓ کا واقعہ باجازت عمرؓ بن خطاب خلیفہ راشد الاصابہ ۱/۱۸۴ میں موجود ہے

فلھذا یہ کہنا کہ ذخیرہ احادیث میں اسی کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ سیاہ ترین جھوٹ ہے

(۳۳) امین اللہ غیر مقلد رقمطراز ہیں ''محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اھلحدیث تھے'' (سیرت الرسول ۱/۳۶۲)

تبصرہ: یہ بات بھی اتنی صریح کذب ہیں کہ اور دلائل فی الحال ہم چھوڑتے ہیں انکے گھر سے ہی امین اللہ کو ۔۔۔ ثابت کرینگے۔ بفضل اللہ تعالی



آپکے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب (جن سے آپ جا بجا استدلالات کرتے ہو) لکھتے ہیں ''تاریخوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی طرح وہ بھی (محمد بن عبدالوھاب) ایک مقلد تھا۔۔۔ تاہم اس امر کا اقراری ہیں کہ عبدالوہاب نجدی حنبلی مذہب کا مقلد تھا'' (اھل حدیث کا مذھب صفحہ ۱۰۱ (مشمولہ رسائل ثنائیہ)

اسی طرح آپکے مذہب کے امام العصر ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں ''شیخ محمد بن عبدالواھاب حنبلی مذھب کے مقلد تھے'' (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۷۱)

اسکے علاوہ ہمارے ساتھ کئی حوالہ جات اس موضوع پر موجود ہے کہ موصوف کو غیر مقلدین نے ''مقلد'' کہا ہے لیکن ہم خوف طوالت کیوجہ سے وہ فی الحال چھوڑتے ہیں

فلھذا امین اللہ کذاب کی یہ بات بھی غیر مقلدیت مذہب کیوجہ سے جھوٹا ظاہر ہوا۔ اللھم احفظنا منہ

(۳۴) امین اللہ غیر مقلد لکھتے ہیں ''نبی علیہ السلام کے زمانے میں۔۔۔ دیوبندی نہیں تھے الخ

(سیرت الرسول ﷺ صفحہ ۲۷۷)

تبصرہ: یہاں تو آپ نے دیوبندیوں کے وجود فی زمان النبی ﷺ کی نفی کی ہیں جبکہ آپ کے خود ساختہ غیر مقلدیت مذہب کے محقق رئیس ندوی لکھتے ہیں

''اس دیوبندی فتنہ کا بیج بویا جانا پہلی صدی ہجری میں شروع ہو چکا ہے'' (مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۷۶۶)

میاں جی! بتاؤ کہ اس میں غیر مقلدیت کی ترجمانی کس نے کی ہیں اور کس کے منہ پر ''لعنت اللہ علی الکاذبین'' کا مصداق آتا ہے!

(۳۵) امین اللہ غیر مقلد رقمطراز ہیں ''نبی علیہ السلام کے زمانے میں احناف، شوافع، مالکیہ، حنابلہ، ماتریدہ، اشاعرہ، دیوبندی، بریلوی ایک بھی نہیں تھے۔ اور اللہ کے فضل سے اھلحدیث موجود تھے''

(سیرت الرسول ﷺ صفحہ ۲۷۷)

تبصرہ: احناف اور شوافع وغیرہ یہ صرف نسبت اور تمیز ہے اس پر صرف ہم عامل نہیں بلکہ آپ لوگ بھی اس

طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ دیکھے (فتاویٰ اھلحدیث ۱/۱۰۷)

تو یہ ضروری نہیں کہ یہ نسبتیں نبی علیہ السلام کے زمانے میں موجود ہو ورنہ آپ لوگ اپنی بے شمار نسبتیں ثابت کرو مثلاً۔ السّلفی، اثری، روپڑی، جمعیت، اھلحدیث، مرکزی، جمعیت اھلحدیث، یوتھ فورس اھلحدیث، غرباء اھلحدیث، جماعۃ الدعوۃ، وغیرہ وغیرہ

اور باقی رہ گئے زمانہ نبوی ﷺ میں اھلحدیث۔

تو اگر اھلحدیث سے مراد حدیث کے عاملین ہو تو بیشک موجود تھے اس سے آپ کی کیا نسبت!!؟

اس سے ضرور آپ کی مراد یہ نہ ہوگی۔

بلکہ آپ کی مراد مصطلح اھلحدیث (غیر مقلدین) مراد ہے۔ تو میرے خیال میں آپ سے اپنی بات بھول گئی ہوگی کہ آپ نے تو لکھا ہے کہ ''اھلحدیث محمد شین کے نزدیک ھر عامل بالحدیث کو کہا جاتا تھا۔ جبکہ اب ایک خاص تنظیم کیلئے مقرر ہوا ہیں (الحق الصریح ۱/۴۴۶ ط چہارم)

اور یہ ضعف حافظہ صرف آپکی خاصیت نہیں بلکہ آپ کے تلامیذ کو بھی یہ خصوصیت منتقل ہوئی۔ ورنہ آپ ہی کے اصول کے مطابق (رحمۃ الباری صفحہ ۱۷۸) کسی ایک ہی صحابی سے یہ صراحتاً ثابت کریں کہ میں نہ تو مجتھد ہوں اور نہ مقلد بلکہ اھلحدیث ہی ہوں سمجھ لیں کہ خود کہا ہو کسی اور نے نہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے

یہ چیلنج میرا آزمایا ہوا ہے

(۳۶) امین اللہ غیر مقلد سر پر رومال رکھنے کے جواز کے متعلق لکھ رہا تھا۔ دوران تحریر میں کہا کہ اسکی بعض تحقیق مسئلہ نمبر ۲۴۶ میں گزرا ہے (فتاویٰ الدین الخالص ۲/۲۲۵ پشتو)

تبصرہ: حالانکہ مذکور نمبر عدد میں یہ مسئلہ بالکل ہے ہی نہیں ہم تو ابتک یہ کہہ رہے تھے کہ موصوف کو قرآن و حدیث کا علم نہیں حالانکہ اس بیچارہ کو تو بھی معلوم نہیں!!

(۳۸) امین اللہ خوف خدا سے عاری ہو کر مقلدین کرام پر الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں ''مقلدین کو بخاری کی کتاب الصلوۃ یا کتاب الزکوۃ سے ایک حدیث پیش کرے کہے کہ یہ بکاری یا مسلم شریف ہے تو



پھر ماننے کیلئے تیار نہیں (حکمۃ القرآن ۱/۵۸۲ اول ایڈیشن)

تبصرہ: یہ تو قارئین کرام کو خوب معلوم ہیں کہ بخاری شریف کون نہیں مانتا۔ شائقین حضرات ہمارا پوسٹر'' غیر مقلدین کا امام بخاریؒ سے اتنا شدید اختلافات کیوں؟ جدید طرز میں ملاحظہ کیجئے

سر دست امین اللہ کی کذب بیانی کو ظاہر کرانے کے لئے خود امین اللہ ہی کا حوالہ دیکھ کر امین اللہ کو کذاب کا سٹیفکیٹ سے نوازیں

چنانچہ امین اللہ دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں

''امت میں کوئی مسلمان بھی بخاری و مسلم کے احادیث جو ان کے شروط کے برابر ہو رد نہیں کیا چاہئے وہ احناف ہو یا اھل ظواہر شوافع ہو یا حنابلہؒ (الحق الصریح ۱/۶۲ جدید ایڈیشن)

حق بات جانتے ہو مگر مانتے نہیں

مند ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

جاری۔۔۔

(مفتی) محمد ندیم محمودی الحنفی ننگ اسلاف خاکپائے علماء دیوبند

# میرا مظلوم اور شہید امام

امام الائمہ، سراج الامہ، سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جتنے کمالات اور فضائل سے نوازا تھا اس کا حاطہ کرنا ہمارے جیسے کمزور طالب علموں کیلئے ناممکن ہے یہاں صرف اپنے مظلوم امام رحمہ اللہ کے شہادت کے عنوان کو انتہائی اختصار کیساتھ زیر قلم لانے کی کوشش کرونگا۔ حضرت امام شہیدؒ ۸۰ھ بمقام کوفہ اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عہد اقتدار میں پیدا ہوئے۔ اس وقت بنی امیہ کا اقتدار عروج پر تھا۔ اس دور میں جو سیاسی تحریکیں اٹھیں اور جو اہم واقعات رونما ہوئے ان میں آپ کا مؤقف اور کردار جرأت مندانہ رہا ہے بنی امیہ کے آخری دور میں حکومت کے بہت زیادہ غیر شرعی رجحان کی وجہ سے آپ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ کوئی صحیح شرعی خلافت قائم ہو جائے چنانچہ جب بنی عباس کی خلافت قائم ہوئی تو آپ کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں لیکن جب انہوں نے اہل بیت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو آپ ان سے بھی مایوس ہوگئے اور ان کے مقابلے میں اہل بیت کا ساتھ دیا

حضرت امام شہیدؒ نہ تو ان دونوں حکومتوں کے آلہ کار بنے اور نہ ہی ان کے سامنے حق کہنے سے باز آئے اگر چہ پھر اس کی پاداش میں دونوں حکومتوں کے غیض وغضب اور ظلم کا نشانہ بنے اور قید و بند کی سخت اذیت ناک زندگی گزار دی یہاں تک کہ اپنے جان بھی اس راستے میں قربان کردی

جب عبد الملک کے بعض خلاف شریعت پالیسیوں کے خلاف خاندان رسول ﷺ کے ایک فرد حضرت زیدؒ المعروف بہ زین العابدین بن حضرت حسینؓ نے ۱۲۱ھ میں اموی حکومت کے خلاف خروج اور اعلان جہاد کیا تو حضرت امام شہیدؒ نے حضرت زیدؒ کے اس اقدام کی تائید کی اور ان کو خلیفہ برحق قرار دیا اور ان کے ہر قسم مالی تعاون بھی کیا یہی زمانہ تھا کہ یزید بن عمر بن ھبیرہ بن امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد الحمار کے طرف سے عراق کا امیر اور گورنر تھا ان دنوں حکومت بنی امیہ کے حالات بڑے خراب تھے اور ہر طرف ان کے خلاف ایک شورش بپا تھی گورنر ابن ھبیرہ نے عراق کے حالات کنٹرول کرنے کیلئے عراق



کے مشہور فقہاء ابن ابی لیلیٰ ابن شبرمہؒ اور داؤد ابن ابی ھند وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے ہر ایک کو حکومت کا ایک ایک عہدہ سپرد کیا۔ اس طرح اس نے اس دور کے مشہور امام حضرت امام شہید یعنی امام ابو حنیفہؒ کو بھی بلایا روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت امام شہیدؒ کو تین عہدے قبول کرنے کی پیشکش کی (۱) قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس (۲) وزیر خزانہ یعنی ناظم مالیات (۳) اور عہدہ خاتم یعنی سرکاری مہر تفویض کرنا چاہا تا کہ کوئی بھی سرکاری حکم آپ کی مہر کے بغیر جاری نہ ہو سکے اور نہ بیت المال سے کوئی چیز آپ کی اجازت کے بغیر نکل سکے (تفصیل کیلئے ترتیب وار ملاحظہ فرمائے مناقب موفق ج ۲ صفحہ ۱۷۳/ ایضاح ج ۲ ص ۱۷۲/ معجم ج ۲ صفحہ ۱۷۷)

مگر حضرت امام شہیدؒ نے حکومت کے ظلم وجور اور بے اعتدالیوں اور برغوانیوں کے پیش نظر اس کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا۔ جب امام شہیدؒ نے انکار کیا تو ابن ہبیرہ نے امام شہیدؒ کو ایک سو دس کوڑے سزا دی اور جیل میں بند کرنے کا حکم جاری کردیا۔ امام صدر الائمہ مکی فرماتے ہیں کہ **و خیرہ السلطان علی ان یو جع ظھر ہ وبطنه اور یجعل مفاتیح خزائن الاموال بیدہ فا ختار عذابھم علی عذاب الآخرة** (مناقب موفق ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی بادشاہ نے ان کو اختیار دیا کہ ان کی پشت اور پیٹ پر سزا کے کوڑے برسے اور یا وزیر خزانہ کا عہدہ سنبھال لیں امام موصوف نے آخرت کی سزا پر ان کی سزا کو ترجیح دی اور یہ عہدہ قبول نہ کیا اسیطرح علامہ تبریزی الشافعی نے اپنی کتاب اکمال ص ۶۲۴ اور حافظ ابن حجرؒ نے الخیرات الحسان ص ۸ پر بھی لکھا ہے۔

ابن ہبیرہ نے امام شہیدؒ کے انکار پر قسم اٹھا کر کہا کہ یہ عہدہ آپ کو قبول کرنا ہوگا ورنہ آپ کو سخت سزا دیا جائے گا تمام علماء نے بھی آپ کو قائل کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ خدارا اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، ہم آپ کے بھائی ہیں ہم بھی ان عہدوں کو قبول نہیں کرتے لیکن یہ مجبوراً ہمیں قبول کرنا پڑ گئے ہیں حضرت امام شہیدؒ نے فرمایا اگر گورنر مجھے شہر واسط کی مسجد کے دروازے گننے کا حکم کرے تو بھی میں اس کے حکم کی تعمیل نہیں کروں گا، (اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ) **فکیف وھو یرید منی ان یکتب بضرب عنق رجل واختم علی ذالك فوالله لا اد خل فی ذالك ابدا** (مناقب صدر الآئمہ ج ۲

(۲۴)

یعنی میں کیسے اس عہدہ کو قبول کرلوں جبکہ وہ کسی کی گردن مارنے کا حکم دے گا اور میں اس حکم پر مہر تصدیق ثبت کروں گا؟ بخدا میں ہرگز اس عہدہ کو قبول نہ کروں گا۔

ابن ہبیرہ نے جب یہ سنا تو غیض میں اس کا سیماب حرارت اپنے آخری درجہ کو پہنچ گیا اور ابن صیاد کی طرح غصے سے بھر پور ہو کر کہنے لگا کہ بخدا میں اپنے ارادہ کو جامۂ عمل پہنا کہ رہوں گا اور ابو حنیفہ کو سخت سزا دوں گا لیکن حضرت امام شہیدؒ جو نظریہ قائم کر چکے تھے ایک انچ اس سے پیچھے نہیں ہٹے اور عجیب جملہ ارشاد فرمایا

خرب لی فی الدنیا اسھل علی من مقامع الحدید فی الآخرۃ واللہ لا فعلت ولو قتلنی

(مناقب موفق ج ۲ ص ۲۲۱ / مناقب کردار ی ج ۲ ص ۲)

یعنی ابن ہبیرہ کی دینوی سزا مجھ پر آخرت کے ہتھوڑوں اور گرزوں کی مار سے بہت آسان ہے بخدا میں یہ عہدہ ہرگز قبول نہیں کروں گا اگر چہ وہ مجھے قتل ہی کر ڈالے

گورنر نے آپ کو جیل بھجوا دیا اور اس کے حکم سے جلاد کئی روز تک متواتر آپ کو کوڑے مارتا رہا۔ اور سزا کیلئے ان کو باہر نکالا جاتا رہا اور اعلان کرائی جاتی جب لوگ جمع ہو جاتے تو ان کے سامنے ان کو کوڑوں کی سزا دی جاتی پھر ان کو گھمایا جاتا، اسی طرح روزانہ سزا دی جاتی رہی اور سزا کی دوران بازاروں میں پھرایا جاتا رہا (مناقب موفق ج ۲ صفحہ ۱۷۵)

اس بوڑھے اور معمر عالم امام المسلمین پر یہ مظالم کیا کم تھے؟ اور اس سے بڑھ کر تذلیل وتحقیر اور کیا ہو سکتی ہے؟ مگر اس ہمت کے پہاڑ نے نہایت صبر از ما طریقہ پر ایک ایک کوڑا اپنے کمر اور نازک سر پر برداشت کیا اور اس ظلم کے خطرناک موجوں کے طلاطم خیز تھپڑوں سے ٹکر لیتے ہوئے منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتا رہا۔

ابن ہبیرہ نے جب یہ دیکھا کہ اس سزا کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو اس نے آپ کی رہائی کا حکم دے دیا۔ آپ جب رہا ہوئے تو فوراً سفر کی تیاری کی اور مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے امام موفق بن احمد مکیؒ المتو



فی ۵۶۸ھ فرماتے ہیں یہ ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ عباسی خلافت قائم ہونے تک مکہ مکرمہ میں رہا اور خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں کوفہ واپسی آئے۔

۱۳۲ھ میں عباسیوں نے بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے خود اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔ دوسرے انہوں نے بنی امیہ کے خلاف جو تحریک چلائی تھی اس کا منشور یہ تھا کہ ہم صحیح اسلامی خلافت قائم کریں گے اور بنی امیہ کے دور میں لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ان کا خاتمہ کر کے عدل وانصاف قائم کریں گے اس لیے جب ان کی حکومت قائم ہوئی تو لوگوں نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کو خوش آمدید کہا۔ حضرت امام شہیدؒ نے بھی اس حکومت پر اظہار خوشنودی کیا تھا (مناقب ابی حنیفہؒ للمکی صفحہ ۱۲۸) لیکن تھوڑے عرصہ بعد یہ حکومت اپنے وعدوں کو بھول گئے اور ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا اور امیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ جب دمشق پر انہوں نے قبضہ کیا تو ایک دن میں بنی امیہ کے ۹۲ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور بنی امیہ کے جو خلفاء مر چکے تھے ان کی قبروں تک کو کھود کر ان کو سولیوں پر لٹکا دیا (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۶)

ان ظالموں نے اہل بیت رسول ﷺ کی بیخ کنی بھی شروع کر دی چنانچہ اس خاندان کے بڑے بڑے نامور شخصیات کو بڑی بیدردی سے قتل کیا گیا یہاں تک کہ سادات سے محمد بن عبداللہ بن حسنؓ (جو اپنے حسن وجمال کی وجہ سے بہت مشہور تھا) کو خلیفہ منصور نے دیوار میں زندہ چنوا دیا انا للہ وانا الیہ راجعون:

امام ابن کثیرؒ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

فصل المنصور ما یستحقہ من عذاب اللہ و لعنتہ (البدایہ ج ۱ ص ۶۷)

یعنی منصور پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کی لعنت ہو جس کا وہ مستحق ہے

جب عباسیوں کے یہ ظلم وستم حد سے بڑھ گئے تو ان سادات میں سے محمد بن عبداللہ بن حسن المعروف بہ نفس ذکیہ نے ۱۴۵ھ منصور کے خلاف مدینہ منورہ میں خروج کیا اور اکثر اہل مدینہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی نفس ذکیہ نے ایک بہت بڑی لشکر لے کر منصور کی فوج سے ٹکر لی لیکن شکست کھائی اور بڑی

جبکہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ امام شہیدؒ کے سامنے جب زہر آلود پیالہ پیش کیا گیا تا کہ وہ اس کو نوش کرلیں تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس کے اندر کچھ ڈالا گیا ہے مجھے اس کا علم ہے اور میں اس کو پی کر خودکشی نہیں کرسکتا چنانچہ ان کو زمین پر لٹا کر زبردستی زہر پلوا دیا گیا اور اس سے ان کی وفات ہو گئی (الخیرات الحسان ص ۱۶)

اور امام صدر الائمہ فرماتے ہیں کہ امام شہیدؒ نے اس وقت فرمایا

لا اشرب انی اعلم ما فیہ لا لحسین علی نفس فطری تو حب فی فیہ (مناقب ج ۲ ص ۱۷۲)

یعنی میں نہیں پیتا مجھے علم ہے جو کچھ اس میں ہے میں خوکشی کا ارتکاب نہیں کرسکتا چنانچہ ان کو لٹا کہ ان کے منہ میں پیالہ انڈیل دیا گیا۔ علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں توفی شھید مقیافی سنۃ خمسین ومأۃ (سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۸۳۷) یعنی آپ ۱۵۰ھ میں زھر کے سے شہادت کے موت سے سرفراز ہوئے

امام شہید کا انتقال ہو گیا تو قاضی شہر امحدث وفقیہ امام حسن بن عمارۃ نے آپ کو غسل دیا اور غسل دینے کے بعد فرمایا **رحمك الله لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتو سه ليمينك با لليل منذار بعين سنة كنت افقهنا واعبد نا واز هد نا او جمعنا لخصال الخير** (الخیرات الحسان ص ۱۴۷)

یعنی اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے آپ نے تیس سال سے افطار نہیں کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو آرام کیا آپ ہم سب سے بڑے فقیہ سب سے زیادہ عبادت گزارہ ہم سب سے زیادہ پرہیز گار اور تمام اچھی خصلتوں کے ہم سب سے زیادہ جامع تھے۔

امام ابو سعد سمعانی شافعیؒ فرماتے ہیں صلی علیہ ست مرات من کثرۃ ازدھام آخرھم صلی علیہ حماد رعتاب الانساب ج ۳ ص ۲۹۰) یعنی آپ کے نماز جنازہ لوگوں کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری دفعہ کی امامت آپ کے صاحبزادہ امام حمادؒ نے کی عرضیکہ مظلومانہ طور پر ۱۵۰ھ میں ان کی وفات ہوئی پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار کے مجمع نے ان کی نماز جنازہ پڑھی آنے والوں کا سیلاب جاری رہا چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھ گئی اور دفن کرنے کے بعد بھی بیس دن تک لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی (سیرۃ النعمان ص ۴۲)



اپنے شیخ امام اہل السنت ترجمان علماء دیوبند شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ کے کلام جسکو انہوں نے مقام ابی حنیفہ ص ۹۹ پر لکھا ہے پر ختم کرونگا حضرت شیخؒ لکھتے ہیں

اے ابو حنیفہؒ! تجھ پر پروردگار کی کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں تو نے حق کے لیے جان دے کہ آنے والی نسلوں کے لیے استقلال واستقامت کا بہترین نمونہ قائم کیا اور حق پر قائم ودائم رہنے والوں کے لیے عمدہ اسوہ پیش کیا اور اس طرح باغ دنیا کے سینکڑوں کانٹوں کے سامنے تجھ جیسا خوشبودار اور پیارا پھول توڑ ڈالا گیا آہ۔

چمن میں خار کو حاصل ہے اک حیات دراز
ستم ہے زندگی گل مگر دراز نہیں!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے اسلاف سے کامل محبت اور انکے نقش وقدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین بجاہ امام المسلمین سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ

**ولعنة الله على اعدائه المفسدين**

مفتی محمد ولی مقبل حقانی

# دور صحابہؓ اور تقلید

ناظرین کرام! تقلید ایک ایسی فطری اور بنیادی ضرورت ہے کہ دور صحابہؓ سے لیکر آجتک کوئی زمانہ ایسی نہیں گزرا ہے جسمیں مقلدین حضرات گزرے نہ ہو اور تقلید پر عمل نہ ہوتا رہا ہوتی کہ صحابہ کرامؓ جیسے ہستیاں بھی اپنے دور کے مجتہدین کی تقلید کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں صحابہؓ زید بن ثابت کے تقلید شخصی کرتے تھے اسیطرح مکہ مکرمہ میں عبداللہ ابن عباس، یمن میں معاذ بن جبلؓ اور کوفہ میں عبداللہ ابن مسعودؓ کی تقلید کی جاتی تھی مذکورہ اشخاص ہر ایک اپنی اپنی علاقے کے لیے مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے جو کہ تقلید شخصی پر واضح دلیل ہے لہذا: آج اگر کوئی شخص اٹھ کر یہ کہتا ہے کہ تقلید شرک یا بدعت ہے مقلد کہلانے والا اسلام سے خارج ہے تقلید یہود اور نصاریٰ کے صفت ہے تو اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنے اور معاشرہ میں فساد پھیلانے کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ ذیل میں مشت نمونہ خروار کی طور پر چند دلائل قلم بند کئے جاتے ہیں غور مائیں۔

## دلائل

دلیل (۱) بخاری شریف میں حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے ان اھل المدینۃ سالوا ابن عباس عن امرءۃ طافت ثم حاضت قال لھم تنفر قالولا ناخذ بقولک وندع قول زید (بخاری ج ا ص ۳۲۴)

مدینہ منورہ والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تقلید شخص کرتے تھے اور مکہ مکرمہ والے عبداللہ ابن عباسؓ کے تقلید شخصی کیا کرتے تھے اھل مدینہ حج کے لیے گئے تھے دوران مراسم حج ان کو ایک مسئلہ درپیش ہوا وہ آکر ابن عباسؓ سے پوچھا، کہ اگر کوئی عورت طواف فرض کے بعد حائضہ ہوگئی کیا وہ طواف وداع کے لے انتظار کرے یا طواف اس سے ساقط ہوجاتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ طواف وداع کو چھوڑ کر جاسکتی ہے مدینہ منورہ والوں نے کہا ''لانأخذ بقولک وندع قول زید بن ثابت''، یعنی انہوں نے انکار کیا کہ ہم زیدؓ کے مقابلہ میں آپ کے قول پر عمل نہیں کرتے ہیں

استدلال: مذکورہ واقعے سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ مدینہ منورہ والے حضرت



زین بن ثابتؓ کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے اور ان کے فتوی کے خلاف کسی کے قول پر عمل نہیں کرتے تھے دوسری یہ کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ان پر رد نہیں کیا کہ آپ لوگ تو تقلید شخصی کرتے ہو یہ تو شرک اور بدعت ہے عمدۃ القاری میں ذکر ہے کہ ابن عباسؓ نے ان کو اپنی فتوی پر دو احادیث بھی سنائی لیکن اس کے باوجود ان کو زیدؓ پر اعتماد تھا اور ابن عباسؓ کی فتوی کو نہیں مانا

(۲) دلیل

ابوداؤد شریف میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے'' عن معاذ ابن جبل ان رسول اللہ ﷺ لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذ عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول ﷺ قال فان لم تجد فی سنت رسول ﷺ ولا فی کتاب اللہ قال اجتھد رایی ولا آلو فضرب رسول ﷺ صدرہ فقال الحمد اللہ الذی و فق رسول ﷺ یرضی بہ رسول ابو داؤد کتابالاقضیہ، ج، ۱۴۹ مکتبہ حقانیہ

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے منقول ہے کہ جب رسول ﷺ نے ان کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ جب کوئی قضیہ تمہارے سامنے پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کروگے؟ عرض کیا کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو عرض کیا کہ رسول ﷺ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ اور سنت دونوں میں نہ ملے؟ عرض کیا اس وقت اپنی رائے سے اجتھاد کروں گا اور (حق تک پہنچنے کی کوشش میں) کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے زیادہ خوشی سے حضرت معاذؓ کے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد کو اس بات کیتوفیق دی جس پر اللہ کا رسول ﷺ راضی ہے

استدلال حدیث:

نبی علیہ السلام نے معاذؓ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا کہ جب مسئلہ قرآن اور حدیث میں موجود نہ ہو تو کیا کروں گے اس نے کہا اجتھد بالرائی تو نبی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ معاذ یمن والے تو اھل لسان

یعنی وہ عربی زبان خوب جانتے ہیں عرب ہیں وہ خود اجتھاد کریں گے ان کو آپ کا اجتھاد قبول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ آپ ﷺ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا لہذا، اگر تقلید شرک یا بدعت ہے تو آیا آپ ﷺ شرک و بدعت پر خوشی کا اظہار کیا کرتے ''نعوذ باللہ' ہرگز نہیں تو صراحت کیساتھ یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت معاذؓ کا اجتھاد کرنا اور قوم کا عمل کرنا یہی تقلید شخصی ہے لہذا ائمہ اربعہ کے مقلدین پر شرک کے فتوے لگانے والے خود غور اور فکر کریں کہ ان کے فتوے پہلے کسی کے طرف راجع ہوں گے کیا ان کے ایمان خطرہ میں نہیں؟ تو ان کو چاہیے کہ ایسی بدزبانی اور بدتہذیبی سے باز آجاے ورنہ اللہ کی عذاب کی انتظار کریں۔ اللہ ہمیں نجات عطا فرمائیں

اعتراض:

غیر مقلدین حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ اصحاب معاذؓ مجھول ہیں

جواب: اصحاب معاذ صحابہ کرامؓ تھے جن کے مجھول ہونے سے روایت کو نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔ مقدمہ مسلم میں ابن سیرین سے روایت ہے۔۔۔۔ لم یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ (بدعات) قالوسموالنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیؤ خذ حدیثھم وینظر الی اھل البدعۃ فلایؤ خذ حدیثھم (مقدمہ مسلم ج ا ص ۱۱) یعنی صحابہ کرامؓ کے دور میں احادیث کی اسناد سے بحث نہیں ہوتی تھی جب فتنوں کا دور آیا یعنی اپنے طرف سے من گھڑت حدیث بنانے کا خوف پیدا ہوتو محدثین حضرات نے سند اور اس کی رجال کے تحقیق شروع کردیں

جواب: (۲)

اس حدیث کو تلقی الامۃ بالقبول والی شرف حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ جس ضعیف روایت کو تلقی الامۃ با لقبول شرف حاصل ہوجائے وہ حدیث بمنزل متواتر ہوتا ہے (کما قال السخاوی فی فتح المغیث)

جواب: (۳)

اسیطرح علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں قال بعضھم: یحکم للحدیث بالصحۃ اذا تلقاہ الناس بالقبول وان لم یکن لہ اسناد صحیح یعنی جس حدیث کو تلقی الامۃ بالقبول شرف حاصل ہو وہ صحت کی درجہ ہمیں ہوتا ہے۔ تدریب



الراوی ص ۶۲ الکرم پبلشرز

جواب: (۴)

علامہ ابن قیم امام زرقانی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت معاذؓ کے جن اصحاب سے یہ حدیث مروی ہے ان میں کوئی بھی متہم بالکذب یا مجروح راوی نہیں ہے دوسرے انہوں نے خطیب بغدادیؒ کے حوالہ سے اسی حدیث کا ایک دوسرا طریق ''عبادۃ بن نسی عن عبدالرحمٰن غنم عن معاذؓ بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے وھذا اسناد متصل ورجالہ معروفون بالثقۃ۔ نیز بتلایا ہے کہ یہ حدیث امت کی تلقی بالقبول کی وجہ سے بھی قابل استدلال ہے اعلام الموقعین ج ا ص ۱۷۵۔۱۷۶

دلیل (۳)

صحیح بخاری ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ہزیل بن شرجیل سے ایک واقعہ مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ایک سائل نے ایک فتویٰ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی پوچھ لو وہ لوگ جا کر ابن مسعودؓ سے بھی اسی فتوی کے بارے میں دریافت کیا اور ساتھ ہی حضرت ابوموسیٰ اشعری سے حضرت ابن مسعودؓ کے فتوی کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا'' لا تسلونی ما دام ھذا الحبر فیکم ''جب تک یہ متبحر (یعنی حضرت ابن مسعودؓ) تمہارے درمیان موجود ہو اس وقت تک مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۲۹ مکتبہ رحمانیہ لاہور) (ابوداؤد ج ا ص ۴۴، مکتبہ حقانیہ) (ترمذی ج ۲ ص ۳۰ رحمانیہ

استدلال:

غور فرمائیں: یہاں پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے یہ نہیں بتایا کہ کونسی دلیل کے بنیاد پر ابن مسعودؓ نے یہ فتوی دیا ہے بلکہ یہ حکم فرمایا ہے کہ جب تک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ زندہ ہیں اس وقت تک تمام مسائل انہی سے پوچھا کرو اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے

مفتی اکبر علی حقانی قسط نمبر:۱

# امام ابو حنیفہؒ کی حالات زندگی

(۱) نام ونسب اور خاندان

اکثر مؤرخین کا تقریباً اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ثابت بن زوطی الفارسی ہے یہ مشہور قول ہے اس پر تمام ثقافت متفق ہیں۔

آپ کے دادا کا تعلق کابل سے تھا۔ جب مسلمانوں نے ان علاقوں کو فتح کیا تو اس میں وہ بھی اسیر بنا کر کوفہ لائے گئے تھے جنہیں قبیلہ بن تیم بن ثعلبہ کے کچھ افراد نے گرفتار کیا تھا اور بعد میں آزاد کر دیا تھا اس قبیلہ سے آپ کا رشتہ ولاء قائم ہوا جس کی وجہ سے آپ کو تمیمی کہا جاتا ہے نام ونسب کے متعلق یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کے پوتے، عمر بن حماد بن ابی حنیفہؒ منقول ہے لیکن آپ کے دوسرے پوتے اسمٰعیلؒ کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے حضرت اسماعیلؒ مزید فرماتے ہیں کہ واللہ ہمارا خاندان کبھی کسی کا غلام نہیں رہا۔

بہر حال آپ کے والد یا دادا غلام ہے یا نہیں؟ یہ امام ابوحنیفہؒ کے علم وشریف اور مقام ومرتبہ پر کچھ بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ آپ کا جاہ ومنصب آپ کے علم وتقویٰ اور فہم وفراست پر مبنی ہے اور یہی اصل شرف و عزت ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات ۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو، حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمان الفارسیؓ کی شان میں فرمایا سلمان منا آل البیت)) یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے (الطبرانی فی الکبیر ۶/۲۶۱ الحاکم ۳/۵۹۸ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نافرمان تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے اہل واولاد سے اس کی نفی فرمائی ارشاد فرمایا'' انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح '' (دمود ۴۶) وتیرے اہل واولاد میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔

جب حضرت بلال حبشیؓ کو دیکھا تو رسول اکرم ﷺ نے ان کو اپنے قریب کیا اور اپنے چچا ابولہب کو دور کیا



اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا حالانکہ وہ آپ ﷺ کے چچا تھے

اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی النسل ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے، اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان علی میں کوئی کمی نہیں آتی اور یہ چیز فضائل وکمالات تک پہنچنے میں مانع بھی نہیں ہے، خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ غلام نہیں تھے بلکہ شریف النسب اور اصلاً آزاد تھے علم فقہ کا اکثر حصہ موالی کو حاصل تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں امام ابوحنیفہؒ نے نشو ونما پائی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایسے اہل علم عطا فرمائے جو علم کے میدان میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الخیرت الحسان'' میں رقمطراز ہیں: ایک مرتبہ عطاء بن عبداللہ اور ھشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان گفتگو ہوئی حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اصافہ مقام میں ھشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا تمہیں مختلف شہروں کے علماء کے بارے میں کچھ علم ہے؟ میں نے کہا یا امیر المؤمنین کیوں نہیں (یعنی مجھے معلوم ہے کہ کس شہر کا کونسا عالم سب سے بڑا ہے)

ھشام نے پوچھا کہ بتاؤ مدینہ منورہ کے رہنے والوں میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے کہا نافعؒ مولی ابن عمرؓ اہل مدینہ کے بڑے فقیہ ہیں ھشام نے کہا کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والوں میں کون بڑا فقیہ وعالم ہے؟ میں نے کہا کہ عطاء بن ابی رباحؒ اس وقت وہاں کے بڑے فقیہ تھے انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ مولیٰ ہیں یا عربی؟ میں نے کہا کہ وہ عربی نہیں ہیں

بلکہ مولیٰ ہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ اہل یمن میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے کہا کہ طاؤس بن کیسانؒ وہاں کے بڑے فقیہ ہیں ھشام نے پوچھا کہ وہ عربی ہیں یا مولیٰ؟ میں نے کہا کہ وہ عربی نہیں بلکہ مولیٰ ہیں پھر ھشام نے پوچھا کہ اہل ہمامہ میں اس وقت کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا کہ یحیٰ بن کثیر بڑے فقیہ ہیں انہوں نے کہا کہ کیا وہ عربی ہیں یا مولیٰ ہیں؟ میں کہاں کہ وہ عربی نہیں ہیں بلکہ مولیٰ ہیں پھر پوچھا کہ اہل شام میں اس وقت کون بڑا فقیہ وعالم ہے؟ میں نے مکحولؒ کا نام لیا، کہنے لگے کہ کیا وہ مولیٰ ہیں یا عربی؟ میں نے کہا کہ وہ عربی نہیں ہیں بلکہ مولیٰ ہیں پھر پوچھا کہ اہل جزیرہ میں اس وقت کون بڑا

غیر مقلدین کے انصافی معیار

پھر موصوف لکھتے ہیں ''ہمارے محترم فضلۃ الشیخ حفظہ اللہ کے بارے میں گستاخ بن کر لکھتا ہیں۔۔الخ (صفحہ۳)

پھر ناکام وکیل نے ۴ صفحات صرف اس پُر پُر کر کے کتاب کی ضخامت بڑھانے کی خاطر یہ تأثیر دینے کی کوشش کی ہے کہ دیکھے یہ یہ گالیاں ہیں۔

حالانکہ یہ کلمات ایک صفحہ میں بھی آسکتے تھے۔لیکن بیچارہ اپنے عوام پر رعب ڈالنے کی خاطر ۴ صفحات اس پر اپنے قبر کی طرح سیاہ کر کے کتاب کو ضخیم کرنے کی کوشش کی ہے۔اور وہ بھی محض جھوٹ کا پلندہ،

خیر! آئیں دیکھتے ہیں ناکام وکیل کیا کیا گل کھلاتے ہیں

جلال الدین (مفرور) لکھتے ہیں کہ ہمارے محترم کے بارے میں گستاخ بن کر لکھتا ہیں

اور پھر ہماری کتاب کے صفحہ ۳ پر حوالہ دیکر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے استاذ کے متعلق انہوں نے زندیق کہا ہے الخ (صفحہ۳)

اقول: قارئین کرام یہ اس کذاب ومفرور کا اتنا صریح ترین جھوٹ وکذب ہے جیسا کہ اس کے شیخ ومجتہد (فی الکذب والافترات) نے قرآن کریم وبخاری شریف پر جھوٹ بولا ہے۔کما مر

چیلنج: تمام اہل غیر مقلدیت بالخصوص ذریت امین اللہ بلکہ خود امین اللہ کو بھی چیلنج دیتا ہوں کہ ہماری کتاب ''قہر الباری'' کے صفحہ ۳ پر ہماری قلم سے امین اللہ کو زندیق کہنا ثابت کرے تو ہم آپکو آپ کے چاہت کے مطابق انعام دینگے۔

ہے کوئی ماں کا لعل۔۔۔؟؟

پھر صفحہ ۲ پر ہماری طرف سے ''بے وقوف'' کے طعنے کا حوالہ دیا ہے۔

قارئین کرام! ہم آپ سے انصاف چاہتے ہیں آپ ہمارا اصل تحریر اول دیکھ لیجئے پھر نتیجہ نکال کر موصوف کی بے بسی پر ماتم کریں۔ہماری اصل حوالہ ملاحظہ فرمائیں

''اور (امین اللہ) اس کے نشہ میں کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو کافر کہتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اپنے



فتاوی جات کی روشنی میں خود بھی۔۔۔بے وقوف شمار ہوتے ہیں حوالہ جات آگے آرہے ہیں'' (قہر الباری صفحہ ۲)

قارئین کرام! یہ ہے اصل عبارت! ہم نے خود اپنی طرف سے امین اللہ غیر مقلد کو بیوقوف نہیں کہا اگر چہ بیدار ناظرین کرام کو خوب عیاں ہو چکا ہے کہ امین اللہ کس درجے میں ہیں۔۔۔؟

ہم یہاں یہ بتلانا چاہتے تھے کہ موصوف اپنے ہی فتووں کی ضد میں آکر بیوقوف ثابت ہوئے ہیں بایں طریقہ کہ موصوف نے ''حکمۃ القرآن ۲/۱۴۰ پر لکھا ہے کہ جو صحابہ کرامؓ پر اعتراضات کرے تو وہ بے وقوف ہے حالانکہ صحابہ کرامؓ پر تبرا بازیاں تو امین اللہ جیسے غیر مقلد کا محبوب ترین مشغلہ ہے (دیکھے قہر الباری) تو کیا موصوف اپنے فتوے سے بے وقوف ثابت ہوئے کہ نہیں

کیا ہم نے خود اپنی ہی طرف سے موصوف کو بے وقوف کہا۔۔۔؟

امید ہے کہ عقلاء سمجھ گئے ہونگے ان شاء اللہ جبکہ خود اس جلال الدین کذاب نے ہمارے استاد محترم صاحب کی طرف بھی بے قوف کی نسبت کی ہے دیکھے صفحہ ۱۲۷ وغیرہ

فلھذا وکیل نامراد خود اپنے ہی قول سے گستاخ ثابت ہو گئے

ہوشیار اے ناکام وکیل ہوشیار

جھوٹ بکنے کی سزا ہے ذل ونار

پھر ناکام وکیل نے صفحہ ۲ پر بدعتی کا حوالہ دیا۔

اس کا بھی جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔نیز جلال الدین (مفرور) نے تو ہمارے متعلق بھی یعنی مولانا طارق جمیل صاحب حفظہ اللہ کو بدعات کے مبلغ کہا ہے۔دیکھے صفحہ ۸

تو اپنے ہی قول سے (۱) گستاخ (۲) علمی فقدان (۳) اور ادب سے بالکل ناپید ثابت ہوئے وکیل صاحب! دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی سر ڈبا کر سوچ لیا کریں اگر تم لوگوں میں کوئی عقل ہو

جاری۔۔۔

## حالت قیام زیر ناف ھاتھ باندھنا سنت ھے

نماز میں بحالت قیام مردوں کے لئے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھنا مسنون ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں ہے۔ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ : رایت النبی ﷺ یضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة (۱) (مصنف ابن ابی شیبۃ، باب وضع الیمین علی الشمال ۔(۱/۴۲۷) ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں (بحالت قیام) اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھتے تھے۔

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (م ۸۷۹ھ) اور مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد فرماتے ہیں اسنادہ جید۔ (۲) (تحفۃ الاحوذی (۲۱۴/۱) کہ اس حدیث کی سند جید ہے

شیخ ابوالطیب مدنی رحمہ اللہ اس کی سند کو قوی اور علامہ محمو عابد سندھی رحمہ اللہ اس کے راویوں کو ثقہ کہتے ہیں (۳) (خزائن السنن (۸۵/۲)

﴿ف نمبر۱﴾ مصنف کے اکثر نسخوں میں یہ حدیث تحت السرۃ (زیر ناف) کے الفاظ سے منقول ہے چنانچہ صرف علامہ محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۴ھ) نے اپنی رسالہ ''ترصیع الدرۃ'' میں تین ایسے قلمی نسخوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں یہ حدیث (تحت السرۃ) کے الفاظ کیساتھ درج ہے (۱) (ترصیع الدرۃ مع درھم الصرۃ (ص ۸۲) طبع مکتبہ امدادیہ ملتان اسی طرح مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) غیر مقلد کے ہاتھ سے لکھے گئے قلمی نسخہ میں بھی یہ حدیث ان ہی الفاظ کے ساتھ درج ہے (۲) ایضا (ص ۷) البتہ مصنف کے بعض نسخو میں تحت السرۃ کے الفاظ نہیں ہیں۔ لیکن اس سے ان صحیح نسخوں کا جن میں تحت السرۃ کے الفاظ موجود ہیں الحاقی یا غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد (م ۱۳۵۳ھ) نے تصریح کی ہے کہ: کتب حدیث میں متعدد روایات ایسی موجود ہیں جو بعض نسخوں میں ہیں اور بعض نسخوں میں نہیں ہیں مگر کوئی بھی ان روایات اور عبارات کو الحاقی وغیر معتبر نہیں بتاتا (۳) تحقیق الکلام (۴۹/۴۸/۲)



(مفتی) رب نواز: دارالعلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ

## حقیقۃ التقلید پر ایک نظر

### حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کا مقام

امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں۔

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرو... سرفراز صفدر اس حدیث کے بارے میں ''الکلام المفید'' ص (۹۱) میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے تقلید شخصی ثابت ہوتی ہے۔ جواب: مولانا سرفراز صفدر نے اس حدیث سے جو استدلال کیا ہے اس قسم کے استدلالات کی توقع تو صرف بچوں اور دیوانوں سے ہی کی جاسکتی ہے'' (حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین صفحہ ۲۱)

پشاوری صاحب تو حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کو بچوں اور دیوانوں سے تشبیہ دے رہے ہیں مگر ان کے دیگر آل غیر مقلدیت نے ان کے مقام ومرتبہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ا۔ ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

''عصر حاضر میں جو حضرات تحریراً خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ان میں ایک دیوبندی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر (شیخ الحدیث نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ) ہیں جو ماشاء اللہ دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کے حلقہ میں انہیں خوب پذیرائی حاصل ہے'' (مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں صفحہ ۱۴)

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

''حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب بلاشبہ متبحر عالم اور عرصہ دراز سے تعلیم وتعلم اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہیں'' (مولانا سرفراز صفدر صفحہ ۱۷)

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا صاحب تو ماشاء اللہ معتبر عالم ہیں ۴۰ سال سے پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہوگئے ہیں۔'' (مولانا سرفراز صفدر صفحہ ۲۹)

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا صفدر صاحب بلاشبہ صاحب علم ہیں اور ہم ان کے علم وفضل کے معترف ہیں۔'' (مولانا سرفراز صفدر صفحہ ۹۶)

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

''حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر بلاشبہ بالغ نظر مدرس اور علوم وفنون کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں مگر انسان ہیں بشری کمزوریاں سبھی انسانوں میں ہوتی ہیں۔'' (مولانا سرفراز صفدر صفحہ ۲۲۲)

اثری صاحب نے اپنی کتاب ''توضیح الکلام'' حضرت مولانا رحمہ اللہ کے پاس بھجوائی تو اس کے پہلے صفحہ پر لکھا۔

''اقدم الی العالم الجلیل فضیلۃ الشیخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، ارشاد الحق اثری'' یعنی یہ کتاب بہت بڑے عالم، بہت بڑے شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ (ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ: اگست ۲۰۱۱ء صفحہ ۳۵)

اثری صاحب لکھتے ہیں۔ ''مکرمی ومحترمی جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب زادکم اللہ عزا وشرفا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اعصابی تناؤ، درد اور اسہال کے عارضہ میں گھر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے بیٹے حافظ عبدالرحمٰن سلمہ اللہ نے فون پر اطلاع دی کہ مولانا شیخ الحدیث (مولانا سرفراز صفدر، ناقل) صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور عصر کے بعد نماز جنازہ ہے۔ اس خبر نے طبیعت کو مزید بوجھل بنا دیا اور مسلسل ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتا رہا۔ حضرت کے انتقال کا صدمہ آپ کا اہل خانہ کا اور احباب ومتوسلین نصرۃ العلوم کا ہی نہیں بلکہ تمام اہل توحید کا صدمہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت مرحوم کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے اور بشری کمزوریوں کو اپنے عفو وکرم کی بناء معاف فرمائے۔ آپ اور آپ کے علاوہ ہزاروں ان کے تلامذہ یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں اور اجر وثواب میں اور رفع درجات میں اضافے کا باعث ہیں۔ دل چاہتا تھا کہ حضرت مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کروں مگر صحت کی خرابی کے سبب اس سے محروم رہا۔ بس یہی دعا ہے کہ: اللھم اغفر لہ وارحمہ وارفع



درجتہ فی المھدیین والحق بالنبیین والصدقین والشھداء والصالحین یارب العالمین''۔

ارشاد الحق اثری ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد'' (الشریعہ گوجرانوالہ: اشاعتِ خاص)

۲۔ عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا تعزیتی خط نقل کر کے لکھتے ہیں۔

''مولانا اثری کی کیفیت یہ تھی کہ مولانا سرفراز کی وفات کی اطلاع کے بعد وہ مسلسل انا للہ پڑھتے رہے اور ان کے لیے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کی دعا فرمائی۔'' (اہلِ حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں صفحہ ۱۷)

۳۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے پرنسپل محمد یاسین ظفر صاحب لکھتے ہیں۔ ''نہایت حزن وملال یہ خبر سنی گئی کہ آپ کے والد گرامی ممتاز عالم دین مولانا سرفراز خان صفدر رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ وراجعون، ان کی دینی، دعوتی، تعلیمی، تدریسی اور علمی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔'' (الشریعہ: اشاعتِ خاص

۴۔ ڈاکٹر زاہد اشرف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''عظیم الشان علمی شخصیت کا اس دنیا سے اُٹھ جانا یقیناً موت العالم موت العالَم کے مصداق سبھی حلقوں اور طبقات کے لیے بڑے المیہ سے کم نہیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی تدریس وتعلیم اور نشر وفروغ اسلام میں کھپا دی۔ انہوں نے نورانی کرنوں کو ہر سُو بکھیرا اور بہت سے چراغ روشن کیے۔ اللہ تعالیٰ ان عظیم خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، ان کے درجات بلند فرمائیں۔'' (الشریعہ اشاعتِ خاص صفحہ ۸۰۸)

۵۔ احمد رشید لاہوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے معروف دیوبندی عالم تھے ان کے قلم سے کئی کتابیں نکلیں جو زیادہ تر اختلافی مسائل پر ہیں وہ برس ہا برس تک مدرسہ نصرۃ العلوم گوجراں والا میں حدیث پڑھاتے رہے۔'' (الاحیاء ۲۰۱۳ صفحہ ۴۸) حضرت رحمہ اللہ کے بارے میں دیگر غیر مقلدین کا خراج تحسین ہم اپنے رسالہ ''غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین'' میں پیش کریں گے، ان شاء اللہ۔ یہ رسالہ مجلّہ ''الفتحیہ احمد پور شرقیہ'' میں قسط وار شائع ہو رہا ہے ۶ قسطیں شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت امام اہلسنتؒ

## مسئلہ تقلید

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ.

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ۔اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۔آؤاس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ وَإِلَى الرَّسُولِ ۔اور رسول کی طرف۔ قَالُوا حَسْبُنَا ۔وہ کہتے ہیں کافی ہے ہمیں۔ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۔وہ چیز جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو۔ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ ۔کیا اگرچہ ہوں ان کے باپ دادا۔ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا ۔نہ جانتے ہوں کسی چیز کو۔ وَلَا يَهْتَدُونَ ۔اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

بعض کم فہم لوگ اس آیت کریمہ سے تقلید کے ناجائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں، اس لیے مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں۔تقلید کی دو قسمیں ہیں۔ایک جائز ہے جبکہ دوسری حرام ہے۔بعض لوگ دونوں کو آپس میں گڈمڈ کر دیتے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں کہ جائز کون سی ہے اور ناجائز کون سی ہے؟

جائز اور ناجائز تقلید:

۱.....قرآن وسنت کے مقابلے میں کسی کی بات ماننا، خلفائے راشدین کے مقابلہ میں کسی شخص کے قول وفعل پر عمل کرنا، صحابہ کرام کے مقابلہ میں کسی کی بات ماننا اور اس کی تقلید کرنا یہ تقلید حرام اور ناجائز ہے اور اسلام میں اس تقلید کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔نہ حنفی، نہ مالکی، نہ شافعی، نہ حنبلی۔

۲.....اور اگر کوئی مسئلہ صراحۃ قرآن کریم سے نہیں ملتا اور حدیث پاک میں بھی اس کی صراحت نہیں ہے اور خلفائے راشدین نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا اور صحابہ کرام سے بھی اس کا کوئی حکم نہیں ملتا تو ایسے مسئلہ میں مجتہد کی تقلید جائز ہے۔یعنی مجتہد اجتہاد کر کے اس کا حکم بتائے تو اس حکم کو ماننا جائز ہے اور اس اجتہاد کا ذکر خود حدیث پاک میں موجود ہے۔

حدیث مبارکہ سے اجتہاد کا ثبوت

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو فرمایا.....

جب تیرے سامنے کوئی جھگڑا آئے گا تو تُو اس کا کیسے فیصلہ کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ نے فرمایا: کہ اگر اللہ کی کتاب میں تجھے نہ ملے تو پھر کیا کرے گا؟ حضرت معاذ رضی



اللہ عنہ نے کہا: پھر میں سنت رسول کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سنت رسول اور کتاب اللہ میں تجھے نہ مل سکے تو پھر کیا کرے گا؟ حضرت معاذؓ نے کہا: اجتھد برأی پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔

اجتہاد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے۔

آپ نے حضرت معاذؓ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے جس نے جناب رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی جس پر اللہ تعالیٰ کا رسول راضی ہے۔یہ ابوداؤد شریف کی روایت ہے۔اس حدیث سے صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوئی کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ مل سکے اس میں مجتہد کا قیاس کرنا اور اپنی رائے سے اس مسئلہ کو حل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا سبب ہے۔

مجتہدین کی اتباع:

اور اہل اسلام ایسے ہی مسائل میں ائمہ کرام کی تقلید کے قائل ہیں۔یعنی ائمہ کرام کی تقلید ان مسائل میں ہے جو منصوص نہیں ہیں اور ان کے ماننے کا حکم خود قرآن کریم میں موجود ہے۔فرمایا "واتبع سبیل من اناب الیّ" (سورۃ لقمان، آیت ۱۵) جو لوگ میری طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں تُو ان کے راستے کی اتباع کر۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو بندگان خدا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی اتباع نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ضروری اور واجب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ ہے اور صیغہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

اور سورہ نحل میں فرمایا "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون" پس اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کم علم اور ناسمجھ کو چاہیے کہ عالم اور سمجھ دار سے پوچھے اور اس پر عمل کرے۔لہٰذا اس تقلید کو شرک کہنا سوءِ فہم کا نتیجہ ہے۔

اندھی تقلید کی مذمت

ہاں! خدا، رسول کے مقابلہ میں باپ، دادا کی اتباع جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ذکر ہے۔ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے، اور رسول کی طرف، تو کہتے ہیں کہ کافی ہے ہمیں وہ چیز جس پر پایا ہم نے اپنے باپ، دادا کو۔تو اس تقلید کے شرک اور حرام ہونے میں کیا شک ہے۔

کیا امام کا درجہ پیغمبر کے برابر ہے؟

باقی کم فہم لوگ ایک بات اور بھی کہتے ہیں، وہ بھی سمجھ لیں کہ مقلدوں نے اپنے اماموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بٹھایا ہوا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے، اور یہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اس لیے کہ پیغمبر معصوم عن الخطاء ہوتا ہے اور مجتہد اور امام کو کوئی بھی معصوم نہیں سمجھتا، مجتہد کی بات صحیح بھی ہوتی ہے اور اس سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ جبکہ پیغمبر سے غلطی نہیں ہوتی۔ تو امام پیغمبر کی گدی پر کس طرح بیٹھ سکتا ہے؟ یا ان کو پیغمبر کی گدی پر کون بٹھا سکتا ہے؟ کتنی غلط بات ہے جو ہمارے ذمہ لگاتے ہیں۔ پھر ہمارا نظریہ ہے کہ امام کی بات اگر خدا اور رسول کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو، اس پر عمل نہ کرو۔ تو یہ ہم پر محض الزام لگاتے ہیں۔ [ذخیرہ، ج ۵، ص: ۳۰۸]



(مفتی) رب نواز احمد پور شرقیہ

## اہلحدیث کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین

### حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

**نام ونسب:** مولانا عتیق الرحمٰن صاحب ''مختصر نسب نامہ'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں۔

''پیر سید الکبیر شاہ، سید معظم شاہ، شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری، سید انظر شاہ، سید احمد'' (ہم اہلحدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۷۸)

یعنی آپ کے دادا پیر سید عبد الکبیر شاہ ہیں، والد سید معظم شاہ ہیں جب کہ بیٹا انظر شاہ اور پوتا سید احمد شاہ ہے۔

**اساتذہ اور تلامذہ:** حضرت رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ایک نمایاں نام حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ہے۔

مولانا عبد المجید سوہدری صاحب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

''مولانا سید انور شاہ، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا کفایت اللہ، مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ آپ کے اجل شاگردوں میں سے ہیں آپ ہی ہیں جنہوں نے ''شیخ الہند'' کا خطاب پایا'' (سیرۃ ثنائی صفحہ ۱۲۱)

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

چار دانگ عالم میں آپ کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں'' (ہم اہلحدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۰)

آپ کے شاگردوں میں ایک نمایاں شخصیت حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ کی ہے۔ رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے۔

''مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ نے اپنے شیخ مولانا انور شاہ کشمیری صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ ...'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۷۵۲)

### شیخ الحدیث کا منصب

مولانا عبد المنان نور پوری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جو دیوبند میں حدیث کے استاد تھے اور بہت اونچے پایہ کے محدث اور شیخ الحدیث تھے'' (مقالاتِ نور پوری صفحہ ۱۱۵)

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب حضرت کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

''دیوبند حضرات کی معروف درس گاہ دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیتے رہے'' (ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۰)

### بلند پایہ محدث

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا انور شاہ کشمیری حنفی دیوبندی جو حنفیوں میں بہت محدث ہو کر گزرے ہیں اور دارالعلوم دیوبند میں حدیث کے استاد رہے ہیں۔'' (رسائل بہاول پوری صفحہ ۱۱۱)

مولانا عبدالمنان نورپوری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بہت پایہ کے محدث ہوئے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے'' (مقالاتِ نورپوری صفحہ ۴۴۹)

**مقامِ علم**

مولانا عبدالرؤوف صاحب لکھتے ہیں۔

''ہندوپاک کے مشہور عالم وفاضل حضرت مولانا انور شاہ دیوبندی رحمہ اللہ'' (نصرۃ الباری فی بیان صحتِ البخاری صفحہ ۹۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

''حضرت العلام مولانا سید انور شاہ صاحب دیوبندی'' (نصرۃ الباری صفحہ ۲۲۶)

''العلام'' مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ''بہت علم والا'' ہے۔

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب لکھتے ہیں۔

''ماضی قریب کے جید اہل علم جن پر برصغیر پاک وہند کو بجا طور پر فخر ہے، ولی اللھی خاندان اور ان کے متوسلین .... مولانا قاسم نانوتوی، مولانا محمود حسن، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا کفایت اللہ رحمھم اللہ سب بزرگ اسی نصاب کے فیض یافتہ تھے ان حضرات کی خدماتِ علمی اور اسلامی سے کون انکار کر سکتا ہے؟'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۴۹۰)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود الحسن صاحب اور مولانا انور شاہ کشمیری جیسے مسلم اور جلیل القدر علماء'' (رسائل بہاولپوری صفحہ ۲۵۳)

محمد تنزیل صدیقی صاحب سندھ میں قائم ایک مدرسہ ''دارالرشاد'' کے متعلق لکھتے ہیں۔

''مدرسہ کے معائنہ کے لیے رفیع المرتبت علماء کو مدعو کیا جاتا جن میں مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا اشرف علی تھانوی وغیرھم شامل ہیں'' (اصحاب علم وفضل صفحہ ۳۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے متعلق اقرار کرتے ہیں کہ وہ مجتہد تھے اور انہیں دلائل کی معرفتِ تامہ تھی عبارت وحوالہ کے لیے آئندہ صفحات میں آنے والا عنوان ''مقامِ اجتہاد اور تصنیفی خدمات'' کا ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا داود راز صاحب نے حضرت کشمیری رحمہ اللہ کو ''حضرت العلام'' تسلیم کیا ہے جیسا کہ اگلے عنوان



''مقامِ تحقیق'' کے ذیل میں آرہا ہے، ان شاء اللہ۔

**مقامِ تحقیق**

مولانا عبدالشکور شکراوی صاحب لکھتے ہیں۔

''موجودہ دور نے سرزمینِ ہند میں چند گراں پایہ عالم اور محققین اسلام ومبلغین عظام پیدا کیے، ان میں شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، عبدالحق، سید انور شاہ کشمیری رحمھم اللہ وغیرھم ہستیاں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں منفرد ہے'' (فتاوی ثنائیہ جلد ا صفحہ ۶۳)

مولانا داود راز صاحب لکھتے ہیں۔

''زمانہ قریب کے مشہور محقق حضرت العلام سید انور شاہ کشمیری دیوبندی رحمہ اللہ'' (تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث صفحہ ۷۶)

**مقامِ اجتہاد**

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب حضرت کشمیری رحمہ اللہ کو ''مجتہد'' تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''مجیب نے میری منقولہ بالا تعریف کو صحیح مان کر لکھا ہے کہ دلیل کی معرفت ہدایہ وغیرہ پڑھنے سے نہیں آتی کیونکہ معرفتِ دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل کو پورے طور جاننا بالفاظِ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں اور یہ منسوخ نہیں وغیرہ، ایسا جاننا مجتہد کا خاصہ ہے۔ میں (ثناء اللہ) کہتا ہوں کہ مجیب نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح ہے مگر مجیب نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ جن علماء کی نسبت میرا سوال ہے وہ تو دلیل کی معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ اب میں مجبوراً چند علماء کے اسماء گرامی بطورِ مثال پیش کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم، مولانا انور شاہ دیوبندی مرحوم، مولانا محمود حسن مرحوم، مولانا حسین احمد سلمہ اللہ، مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم وغیرھم اکابر علماء حنفیہ کو بھی دلیل کی معرفتِ تامہ حاصل تھی یا نہ تھی؟ واللہ مجھے اس کی نفی کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے کیونکہ ایسا خیال کرنا ان بزرگوں کی ہتک سمجھتا ہوں'' (فتاوی ثنائیہ جلد ا صفحہ ۲۶۳)

**حافظہ، ذہانت وفطانت**

قاضی محمد اسلم سیف صاحب لکھتے ہیں۔

''علامہ انور شاہ کشمیری کا حافظہ بڑا قوی تھا، وہ بلا کے ذہین وفطین تھے'' (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں صفحہ ۳۰۰)

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔

''دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب علم میں اور ذہانت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ پورے ہندوستان میں ان کا شہرہ تھا، اپنے پرائے سب آپ کے علم کے معترف تھے، بلا کی ذہانت رکھتے تھے جو کتاب ایک مرتبہ دیکھی پھر دوبارہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی'' (ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۰)

مولانا عبدالغفار حسن صاحب لکھتے ہیں۔

''مجھے یاد آیا کہ مولانا یوسف بنوری مرحوم نے اپنے شیخ مولانا محمد انور شاہ کشمیری صاحب مرحوم کے بارے میں لکھا ہے کہ: میرے استاذ ''غرر النقول'' کے جمع کرنے میں بڑے ماہر تھے یہ وہی کرسکتا ہے جو قوت حافظہ کے ساتھ ذہانت وفطانت میں یکتائے روزگار ہو'' اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں صفات ''التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی'' مؤلف میں بدرجہ اتم موجود تھیں'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص ، بیاد بھوجیانی صفحہ ۵۲۷)

مذکورہ عبارت میں صاحبِ ''التعلیقات السلفیہ'' کے متعلق جو بات کی ہے وہ محتاج دلیل ہے۔

**تصنیفی خدمات**

حافظ احمد رشید لاہوری صاحب لکھتے ہیں۔

''سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند میں جو مقام مرتبہ رکھتے ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ موصوف کی ساری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزری ہے کبار علمائے دیوبند موصوف کے تلامذہ میں ہیں جن میں مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ،مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے لائق تذکرہ ہیں۔ (ماہنامہ الاحیاء لاہور ۲۰۱۳ صفحہ ۴۴)

(۱) فیض الباری شرح بخاری:

مولانا عبدالمنان نورپوری صاحب لکھتے ہیں۔

''مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم کے بڑے استاذ اور بہت بڑے عالم، محدث تھے، فیض الباری کے مقدمے میں املائی تقریر فرماتے ہیں کہ....'' (مقالاتِ نورپوری صفحہ ۳۱۱)

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔

''آپ کی قابل تذکرہ تصانیف میں سے فیض الباری افادات حضرت شاہ صاحب وعرف الشذی ہیں'' (ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۰)

(۲) عرف الشذی شرح ترمذی:

امام خان نوشہروی صاحب لکھتے ہیں۔

''سلسلہ تحدیث دیوبند کے ثمرات کتب احادیث کی ان شروح کی صورت میں نمایاں ہوئے جو بعنوان ''العرف الشذی علی جامع الترمذی از مولانا السید انور شاہ وبذل المجہود فی شرح ابی داود از مولانا خلیل احمد سہارن پوری وفتح الملہم از مولانا شبیر احمد عثمانی شائع ہوئیں، ان ثلاثیات کے سوا دیوبند کا لٹریچر حدیث اور بھی تو ہے (بے شک، ناقل) اور یہ تمام فیضان جناب حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے پہنچا'' (تراجم علمائے ہند صفحہ ۳۰۷)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔



''مولانا انور شاہ مرحوم کے درسی نوٹ دو کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے ہیں، یہ کتابیں بڑے فخر ومباہات کے ساتھ مصر میں چھپوائی گئی ہیں ان دونوں کتابوں کو دیکھ لیجیے تو ان کے درس کی حقیقت معلوم ہوجائے گی کہ مرحوم کس طرح اپنے مسائل کو معرفتِ تامہ کے ساتھ مدلل بیان کرتے ہیں۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹)

(۳۔۴) نیل الفرقدین، بسط الیدین:

یہ دونوں رفع یدین کے موضوع پر ہیں۔ مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں۔

''شاہ صاحب کی دقتِ نظر اور جلالتِ قدر کے باوجود نیل الفرقدین اور بسط الیدین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ....'' (رسول اکرم کا طریقہ نماز صفحہ ۶۲)

**حنفی مقلد مگر جمود سے پاک**

مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں۔

''شاہ صاحب مرحوم کی خلافیات میں وسعتِ نظر معلوم ہے اور حنفیت کے ساتھ گہری ہمدردیاں بھی ڈھکی چھپی نہیں'' (رسول اکرم کا طریقہ نماز صفحہ ۶۱)

مولانا عبدالمنان صاحب لکھتے ہیں۔

''قاضی صاحب کے بزرگ ان کی طرح اس قدر متعصب نہیں تھے اور وہ حق بات تسلیم کرلینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے چنانچہ حضرت مولانا سید محمد انور صاحب کاشمیری کے خیالات کا جائزہ لیجیے'' (مکالماتِ نورپوری صفحہ ۲۶۱)

مولانا عتیق الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔

''حضرت شاہ صاحب اگرچہ حنفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے مگر حق بات اور احادیث کی تائید بھی کرتے تھے، مخالف کے موقف کو تسلیم کرنا بھی ان کا شیوہ تھا، تقلید کا جمود جو...(جو نام نہاد اہلحدیثوں، ناقل) کا وطیرہ ہے سے بھی کافی دور تھے'' (ہم اہلحدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۰)

اہل حدیث کے جامد مقلد ہونے کا ثبوت بندہ کے ذمہ ہے جسے اختلاف ہو وہ مطالبہ کرے، نام نہاد اہلحدیثوں کی تصدیقات کے ساتھ ہم باحوالہ اسے بیان کریں گے۔ سردست ہماری کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' حاشیہ ۴۵ ملاحظہ فرمالیا جائے اُمید ہے کہ کافی تسلی ہوجائے گی، ان شاء اللہ۔

**رہبر ورہنما**

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اپنے ایک بزرگ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

''مذہبی اور دینی رہنماؤں میں سے مولانا انور شاہ کاشمیری، مولانا سید حسین احمد مدنی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید دہلوی رحمہم اللہ وغیرہم بہت سے بزرگوں کی آمد ورفت کا سلسلہ ان گھر میں رہتا تھا'' (الاعتصام لاہور: ۲۲ محرم ۱۴۱۳ھ صفحہ ۱۴)

**ختم نبوت کے حوالے سے خدمت**

مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب لکھتے ہیں۔

''بہاول نگر (صحیح بہاول پور ہے، ناقل) کے ڈسٹرکٹ جج خان صاحب محمد اکبر کے سامنے ایک مقدمہ آیا جس میں مدعیہ ایک عورت تھی اس کا دعوی یہ تھا کہ اس کا شوہر چونکہ غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے اور یہ بات ختم نبوت کے خلاف ہے جو کہ امت مسلمہ کا اجماعی مسئلہ ہے اس لئے اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے اس بناء پر اس کا نکاح فسخ کیا جائے کیونکہ ایک مسلم عورت ایک کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی خان صاحب موصوف نے اس مقدمہ کا فیصلہ عورت کے حق کیا اور عورت کی طرف سے کئی علماء کرام شاہد تھے جن میں مولانا انور شاہ کشمیری بھی شامل (بلکہ انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا، ناقل) تھا۔ ان تمام نے مدعی علیہ یعنی عورت کے شوہر کا کفر ثابت کیا۔ بالآخر عورت کا نکاح فسخ کیا گیا اور جج صاحب نے ڈگری اس عورت کے فائدہ میں نکالی یہ مقدمہ ایک رسالہ بنام مقدمہ بہاول پور میں شائع ہوا جو کتب خانہ عالیہ علمیہ میں موجود ہے'' (مقالات راشدیہ جلد ا صفحہ ۴۵)

مولانا سلطان محمود جلال پوری صاحب نے ''مقدمہ بہاول پور'' کو نسبۃً تفصیل سے بیان کیا ہے اسے ہم اپنے اُس مضمون میں نقل کریں گے جس میں علمائے دیوبند کی ختم نبوت کے حوالے سے خدمات کا تذکرہ ہوگا۔ یہاں اس میں سے صرف وہ حصہ نقل کرتے ہیں جس کا تعلق حضرت کشمیری رحمہ اللہ سے ہے۔

جلال پوری صاحب فرماتے ہیں۔

''مقدمہ کی پوری روئیداد چھپ چکی ہے مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ... نے اہل اسلام کی طرف سے دلائل پیش کیے۔ ... فیصلہ مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ کی لڑکی کے حق میں ہوا اور قرار پایا کہ مرزائی قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا نکاح کالعدم ہے، مسماۃ عائشہ جہاں چاہے نکاح کی مجاز ہے۔'' (مولانا سلطان محمود جلال پوری صفحہ ۱۰۶)

**کشمیری خاندان**

مولانا عتیق الرحمن صاحب، کشمیری خاندان کی متعدد شخصیات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

''مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ بے شمار شخصیات ایسی ہیں جو کہ تعلیم و تعلم کے ساتھ منسلک ہیں۔ کراچی کے ساحل سے لے کر کشمیر کی وادیوں تک یہ خاندان پھیلا ہوا ہے اور ہر جگہ اس خاندان کی پہچان دیوبندی مذہب ہے ... پورے خاندان کا دین کے ساتھ لگاؤ کا یہ عالم ہے کہ ایک شخص بھی پورے خاندان میں ڈاڑھی منڈا نہیں ملے گا۔ اکثر گھر والوں میں علمائے دیوبند کے علم سے بہرہ افروز موجود ہیں بلکہ بعض میں ایسے ہیں جو کہ دینی مدارس سے فارغ اور دیوبندی مذاہب کے ساتھ منسلک ہیں'' (ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۸۳)

**سن وفات**

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں۔

''انور شاہ کشمیری دیوبندی متوفی ۱۳۴۲ھ'' (قیام رمضان صفحہ ۳۶)



# بھشتی زیور کے ایک وظیفہ پر غیر مقلدین ورضاخانیوں کے اعتراض کا منہ توڑ جواب

مولانا ساجد خان نقشبندی

**اعتراض**: بہشتی زیور میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا یہ آیت ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کے بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلاوے انشاء اللہ تعالی بچہ آسانی سے پیدا ہوگا آیت اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۔ (بہشتی زیور ص ۶۴۲ حصہ نہم)

**جواب**: اس سلسلے میں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ عورت کی زندگی میں وضع حمل سب سے دشوار ترین و تکلیف دہ عمل ہوتا ہے بعض اوقات تو اس کی شدت و تکلیف سے عورت کی جان بھی چلی جاتی ہے جیسا کہ مشاہدہ میں ہے خود راقم جس مسجد میں خدمات سرانجام دے رہا ہے اس علاقے میں پچھلے سال ایک عورت بچے کی ولادت کے دوران شہید ہوئی اور اگلے دن نومولود بھی وفات پا گیا اسی طرح راقم کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری گھر والی کو سات (۷) ماہ کا حمل تھا ایک دم سے طبعیت خراب ہوئی ہسپتال لے کر گئے تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن کر کے بچے کو زندہ نکالا جا سکتا ہے مگر ماں کے مر جانے کا قوی امکان ہے اس لئے اگر ماں کو بچانا ہے تو بچہ ضائع کرنا ہوگا جس پر میں نے کہا اللہ اولاد اور دے دیگا اور بچہ ضائع کرنا پڑا۔ غرض یہ دو واقعات تو خود اس راقم کے مشاہدے میں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اس وقت موت و حیات کی کیفیت میں ہوتی ہے لہذا یہ حالت ''حالت اضطراری'' پر محمول کی جائے گی اور حالت اضطراری میں بہت ممنوع بلکہ حرام قطعی بھی مخصوص وقت کیلئے جائز ہو جاتی ہیں، ایسی حالت میں تو خنزیر کھانے اور شراب پینے تک کی بھی گنجائش ہے چنانچہ یہ وظیفہ بھی اسی حالت پر محمول ہے پھر اس

میں گستاخی تب ہوتی جب اس کی ناپاکی میں تلوث ہونے کا خوف ہوتا جبکہ اسے کپڑے میں لپیٹ کر باندھنے کی تاکید کی جارہی ہے بہرحال چونکہ یہ حالت ایک اضطراری حالت ہے اس لئے اگر ماہر باشرع عالم دین اس کی اجازت دے دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور حضرت حکیم الامت مولانا شرف علی صاحب تھانویؒ کے علم وتقوی میں بھلا کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے؟۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: اِذَا عُسِرَ عَلَی الْمَرْاَۃِ وِلَادَتُھَا خُذْ اِنَاءً نَظِیْفاً فَاکْتُبْ عَلَیْہِ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ (الاحقاف ۳۵) اِلَی آخِرِ الآیَۃِ وَ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَسُوْا (النازعات ۴۶) اِلَی آخِرِ الآیَۃِ لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِاُوْلِی الْاَلْبَابِ (یوسف ۱۱۱) اِلَی آخِرِ الآیَۃِ ثُمَّ یُغْسَلُ وَ تُسْقَی الْمَرْاَۃُ مِنْہُ وَ یُنْضَحُ عَلَی بَطْنِھَا وَ فِیْ وَجْھِھَا

جب کسی عورت پر بچہ جننے میں سختی ہو تو ایک صاحب برتن لیکر اس پر کانھم یوم یرون ما یوعدون آخر آیت تک (سورۃ الاحقاف آیت ۳۵) اور کانھم یو یرونھا آخر تک (سورۃ النازعات ۴۶) اور لقد کان فی قصصھم آخر آیت تک (سورہ یوسف ۱۱۱) لکھ لے پھر اس میں پانی ڈال کر گھول لے اور وہ پانی عورت کو پلائے اور اس کے پیٹ اور چہرے پر چھڑکے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو قرآن کی آیت کو کپڑے میں لپیٹنے کا قول کیا تھا یہاں تو قرآن کی آیات کو چھڑکنے کا قول وہ بھی صحابی رسول ﷺ سے نقل کیا جارہا ہے اس پر بھی کسی کو کوئی فتوی لگانے کی جرات ہوگی؟

خود معترضین نے اس وظیفہ کو جائز لکھا

غیر مقلدین کا حوالہ

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''برائے دردزہ ''جس عورت کو دردزہ ہوا سکے کیلئے ایک پرچہ کاغذ پر یہ آیت لکھے والقت مافیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت اھیا اشراھیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس عورت کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی''۔



(الداء والدواء، ص 125، مکتبۃ التوحید دہلی)

اب انصاف ودیانت کا تقاضہ یہی ہے کہ نواب صاحب پر بھی فتوی لگایا جائے اگر غیر مقلدین حضرات اس کے جواب میں کہیں کہ ہم نواب صاحب کے مقلد نہیں تو ہم نے بھی آپ کو ان کی تقلید کی دعوت نہیں دی ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جس طرح آپ حضرت حکیم الامتؒ کے مقلد نہیں ہیں مگر انہیں فتووں سے نوازا اسی طرح آئندہ جب بھی کسی جلسہ کسی کتاب میں اس وظیفہ پر فتوی لگائیں تو ساتھ ہی نواب صاحب کی اس کتاب کا حوالہ دے کر انہیں بھی انہی فتووں سے نوازیں تاکہ پوری دنیا پر آپ کی دیانت وانصاف پسندی واضح ہوجائے۔

رضاخانی حضرات

بریلوی مناظر اعظم نظام الدین ملتانی لکھتے ہیں:

''دردزہ کیلئے اس آیت کریمہ کو لکھ کر پارچہ میں لپیٹ کر اس کی بائیں ران پر باندھنے سے انشاء اللہ تعالی لڑکا بہت جلد اور آسانی سے پیدا ہوگا والقت مافیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت اھیا واشراھیا''۔ (فتاوی انوار شریعت، ج ۲، ص ۴۳۹، سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

اس فتوے کو بریلوی مفتی غلام سرور قادری استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ رضویہ لاہور کے حاشیہ کے ساتھ ''فتاوی نظامیہ'' کے نام سے اشاعت القرآن پبلی کیشنز لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا مگر اس میں سے اس وظیفہ کو نکال دیا گیا ہے،

شرم.....شرم.....شرم.....

بریلوی کتب میں تحریفات پر راقم کا لاجواب قسط وار مضمون ''بریلوی علماء یہود کے نقش قدم پر'' مجلّہ نور سنت کراچی میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایک نظر ادھر بھی

یہی نواب صدیق حسن خان صاحب احتلام روکنے کا وظیفہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر دہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حواء لکھے گا تو یہی احتلام سے بچا رہے گا''۔

(الداء والدواء، ص ۱۷۹)

استغفر اللہ! کسی غیر مقلد میں دم ہے کہ اس وظیفہ پر بھی کوئی فتوی لگائے؟

جمعیت علماء پاکستان کے صدر صاحبزادا ابوالخیر زبیر حیدر آبادی کے متعلق بریلوی شیخ الحدیث نعیمیہ کراچی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

''اعضاء کی پیوند کاری کے جواز کو ثابت کرنے کیلئے صاحبزادہ صاحب نے فقہ کے اس جزئیہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس شخص کو نکسیر آئے اور خون بند نہ ہوتا ہو تو وہ اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن کریم سے کچھ لکھ سکتا ہے اگر پیشاب سے لکھنے میں شفاء ہو تو اس سے بھی لکھ سکتا ہے چنانچہ اپنے استدلال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شریعت اسلامیہ میں انسانی جان کی قدر و قیمت اور کس قدر اس کو اہمیت حاصل ہے۔۔؟ اس کا اندازہ اس سے لگائے کہ کلام اللہ یعنی قرآن پاک کی عظمت و حرمت عام آدمی کی عظمت و حرمت سے کہیں زیادہ ہے جس کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جنبی کو اس کا پڑھنا اور بے وضو آدمی کو اس کا ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں لیکن اگر اس کے مقابلے میں انسانی جان بچانے کی بات آجائے تو ترجیح انسانی جان کو ہی دی جائے گی اس سلسلہ میں فقہاء کے بیان کردہ اس کو مسئلہ کو ملاحظہ فرمائے۔

اور جس کو نکسیر آئے اور خون بند نہ ہوتا ہو تو اگر وہ اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن سے کچھ لکھنا چاہے تو ابوبکر کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے ان سے پوچھا گیا کہ اگر پیشاب سے قرآن کا کچھ حصہ لکھا جائے تو اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اس میں اس کی شفاء ہے تو ایسا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (جدید طبی مسائل کا شرعی حکم، ص 55، 54)

(بحوالہ، تبیان القرآن، ج 9، ص 184 ریدبک سٹال لاہور وحقائق شرح صحیح مسلم و دقائق تبیان القرآن، ص 104,105، فرید بک سٹال لاہور)

استغفر اللہ! اب ہے کسی رضا خانی میں یہ جرات کے اپنے اتنے بڑے مولوی کو بھی اتنی سنگین بات لکھنے پر قرآن کی توہین کے الزام میں جہنم واصل کرے؟

## ترجمان احناف رسالہ مختلف علاقوں سے ملنے کیلئے رابطہ نمبرز

| | |
|---|---|
| مولانا اقبال حسین (چمکنی) 0301-8884082 | ضیاء الرحمن (بہانہ ماڑی) 0300-9072783 |
| مولانا طیب (شمشتو) 0333-9265131 | محمد سلیم (واحد گھڑی) 0346-9231846 |
| مولانا عبدالوحید (بڈھ بیر) 0302-5186485 | مولانا شاہ منصور (سکیم چوک) 0301-5967510 |
| مولانا عبدالولی (نمکمنڈی) 0334-8728787 | ڈاکٹر فخر عالم (افغان کالونی) 0312-9100643 |
| قاری عمر وشاہ خالد (یکہ توت) 0311-0901102 | مولانا خالد (قاضی کلے) 0311-5910024 |
| مولانا آفتاب عالم (شکر پورہ) 0306-8093697 | مولانا وحید اللہ (چارسدہ) 0302-8180598 |
| امین اللہ (ارمڑ) 0333-9242486 | مولانا خوشیر (وزیر گھڑی پی) 0311-9718018 |
| مولانا عادل (مہمند ایجنسی) 0346-9065297 | قاری عبدالعظیم (اکبر پورہ) 0302-8841413 |
| مولانا رحمان اللہ (شبقدر بازار) 0334-90925454 | مولانا فرمان اللہ (رشکئی) 0334-9058857 |
| امیر سعید وابرار (مدرسہ شیر گڑھ) 0331-9985834/0307-8573470 | |
| مفتی آرزومند (بٹ خیلہ) 0342-2001042 | مولانا عمر فاروق (بنوں) 0332-9766936 |
| مولانا روح الامین (ڈاگئی جدید) 0312-8613078 | ہارون بادشاہ (درگئی) 0342-8274727 |
| مولانا فیض الحسین (نستہ چارسدہ) 0333-9365486 | مولانا ہدایت الرحمن (مردان) 0315-8039139 |
| مولانا ظفر اقبال (کرک) 0315-9926605 | |

ناشر: نوجوان احناف طلباء دیوبند پاکستان

عبدالرحمٰن عابد
0333-3300274

برائے رابطہ، خط وکتابت: یوسف آباد دلہ زاک روڈ پشاور بالمقابل مسلم ہینڈز سکول

دین اسلام کی چار اساس ❁ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس

اہل السنّت والجماعت
علماء دیوبند کے مسلک، عقائد ونظریات کے امین

ماہنامہ

# ترجمان احناف پاکستان

جلد: 1 جون 2015ء شمارہ نمبر 9

مدیر اعلیٰ
مناظر اسلام حضرت مولانا
مفتی محمد ندیم محمودی حفظہ اللہ

ناشر: نوجوان احناف طلباء دیوبند پاکستان

عبدالرحمٰن عابد
0333-3300274
برائے رابطہ، خط وکتابت: یوسف آباد دلہ زاک روڈ پشاور بالمقابل مسلم ہینڈز سکول